ماہنامہ

خالد

ربوہ

ظہور ۱۳۴۷ ہش

اگست ۱۹۶۸ عیسوی

گزشتہ دنوں کراچی میں قرآن کریم کے تراجم کی نمائش کا اہتمام کیا گیا - تصویر میں جناب الطاف گوہر سیکرٹری وزارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان مختلف قرآنی نسخوں کو ملاحظہ کر رہے ہیں اور مکرم مولانا محمد اجمل صاحب شاھد مربی سلسلہ احمدیہ کراچی ان کو تفصیلات سے آگاہ کر رہے ہیں -

(نمائش کے سلسلہ خدام الاحمدیہ کراچی کی مساعی کی رپورٹ اس رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں)

سالانہ چندہ چھ روپے صرف
قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

ایڈیٹر عطاء المجیب راشد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

—— المصلح الموعودؓ ——

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۴ شمارہ ۱۰

ظہور ۱۳۴۷ ہش

اگست ۱۹۶۸ء

مُدیر

عطاء المجیب راشد

نائبین

امین اللہ خاں سالک ٭ منصور احمد عمر

منصور احمد خاں

سالانہ چندہ چھ روپے ٭ قیمت فی پرچہ ساٹھ پیسے

محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا۔

جام خالی ہیں....!

امسال ایک معقول تعداد ایسی مجالس کی سامنے آرہی ہے جن کا قبل ازیں مرکز سے کبھی کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا۔ لیکن قائدین ضلع اور ان کے رفقائے کار کی انتھک محنت کو نوازتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے ان میں زندگی کی رمق پیدا فرما دی ہے۔ اور اب وہ مرکز کو اپنی رپورٹیں بھجواتی اور مرکز کے خطوط کا جواب دینے لگی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ وَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

ان مجالس کا مرکز سے رابطہ یقیناً خوشی کا موجب ہے مگر یہ خوشی باقی نہیں رہ سکتی۔ جب تک یہ مجالس نیکی کے میدان میں اگلا قدم نہ اٹھائیں۔ اور بکثرت ایسے نیک اعمال بجا لانے لگ جائیں۔ جن کے ذکر کے بغیر رپورٹ فارم خالی خالی اور بے رونق نظر آتے ہیں۔ بعض ایسی ہی ماہانہ رپورٹیں دیکھکر دل متفکر ہوا۔ اور ذیل کے دو شعر بلا تکلف موزوں ہوئے۔

جام خالی ہیں! قائدین کرام!
ان کو بھرنے کا انتظام کریں
حسب توفیق ربّ ذی الاکرام
کچھ کریں کام۔ کچھ تو کام کریں!!

(مرزا طاہر احمد۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ترتیب

ادا ادب

پرواز کے پَر اور لہریں

جن آنکھوں نے سمندر کی لہروں کے زیروبم کو دیکھا ہے۔ وہ جانتی ہیں کہ اُڑتے ہوئے پرندوں کے پروں کا زیروبم اُن سے کس قدر مشابہ نظر آتا ہے۔ دونوں ہی ایک فطری ترتیب اور ترنّم کے مطابق اُٹھتے اور گرتے۔ گرتے اور اُٹھتے رہتے ہیں لیکن ایک فرق ہے ان دونوں میں۔ اور کتنا نمایاں ہے یہ فرق! ـــــ

پرندوں کے پروں کی حرکت انہیں حسبِ مقدور بلندیوں کی طرف اُڑا لے جانے کی اہلیت بھی رکھتی ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف لے جانے کی بھی۔ لیکن سمندر کی لہروں کا زیروبم ایک بظاہر حرکت کے باوجود سکوت اور جمود کا ایک دردناک پہلو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ پیہم حرکت سطح سمندر کو مستقلاً ایک انچ بھی بلند کرنے کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتی۔ اور اس حرکت کے نتیجہ میں کبھی سمندر کے محیط پھیلتے یا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف حرکت کرتے نظر نہیں آتے۔ کیا صاحب نظر مومنوں کے لئے اس میں کوئی سبق نہیں؟ کیا میرے معزز خدام بھائی۔ میرے رفقائے کار۔ وہ جملہ عہدیداران خدام الاحمدیہ جن پر احمدیت کی خدمت کرنے اور کروانے کی عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس مشابہت اور اس فرق سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کر سکتے؟

سُنیئے۔ اور اپنے ذہن کے حفاظت خانوں میں اس حقیقت کو خوب محفوظ کر لیجئے۔ کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو آپ کی ایسی فضول محنت اور کوشش اور جدّوجہد کی کوئی ضرورت نہیں جس کے نتیجہ میں ہر آنے والا کل گذرے ہوئے کل کی نسبت آپ کو بلند تر مقام پر نہ دیکھے۔ اور اپنی منزل سے زیادہ قریب نہ پائے!

یہ تو سمندر کی لہروں کی سی حرکت ہے جو اپنی تخلیق کے دن سے لے کر آج تک اپنی لامتناہی کوشش کے باوجود نہ تو اپنا مقام تبدیل کر سکیں نہ سطح۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو ضرورت ہے آپ کی ایسی جدّوجہد کی اور ایسے متلاطم نیک اعمال کی جو ہر آن آپ کے مقام کو ارفع اور منزل سے قریب تر کرتے چلے جائیں۔

پس اے خدام احمدیت اپنی کوششوں کو ضائع نہ ہونے دو اور پرواز کے پَر پیدا کرو۔ ہر نیا دن جو تم پر چڑھے تمہیں اور ان کو جن کی ذمہ داری تمہیں سونپی گئی ہے پہلے سے بہتر حال پر پائے۔ اور ہر سورج جو تم پر غروب ہو۔ تمہیں ایک بلند تر مقام پر دیکھتا ہوا غروب ہو! اُسی صاحبِ معراج آقاؐ کے غلام ہو۔ جس کے لئے یہ مقدر تھا کہ اس کی ہر آخرت اس کی ہر اولیٰ سے بہتر ہو گی۔

اے خدا ایسا ہی ہو۔ ایسا ہی ہو! اے معراج کے مسافرؐ کے خدا! ایسا ہی ہو۔ اور خدام احمدیت بھی غلام احمدؑ کی طرح یقین محکم کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ ؎

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رسلؐ ❊ تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(مرزا طاہر احمد)

معارف القرآن

(رقم فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت قرآنی کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ سے لطیف استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بہ نوبت طلوع کرتے رہتے ہیں اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں کبھی انسان خدا کے صفاتِ جلالیہ اور استغنائے ذاتی کے پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفاتِ جمالیہ کا پرتو اس پر پڑتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ

پس یہ سخت نادانی کا خیال ہے کہ ایسا گمان کیا جائے کہ بعد اس کے کہ مجرم لوگ دوزخ میں ڈالے جائینگے۔ پھر صفاتِ کرم اور رحم ہمیشہ کے لئے معطّل ہو جائیں گی۔ اور کبھی ان کی تجلّی نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفاتِ الٰہیہ کا تعطّل ممتنع ہے۔ بلکہ حقیقی صفت خدا تعالیٰ کی محبّت اور رحم ہے اور وہی اُمّ الصّفات ہے اور وہی کبھی انسانی اصلاح کے لئے صفاتِ جلالیہ اور غضبیہ کے رنگ میں جوش مارتی ہے اور جب اصلاح ہو جاتی ہے تو محبّت اپنے رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور پھر بطور موہبت ہمیشہ کے لئے رہتی ہے۔ خدا ایک چڑچڑہ انسان کی طرح نہیں ہے۔ جو خواہ نخواہ عذاب دینے کا شائق ہو اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ اس کی محبّت میں تمام نجات اور اس کو چھوڑنے میں تمام عذاب ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۳۱)

درسِ حدیث

کامیابی کا ایک سنہری اصول

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔

ترجمہ:۔ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے مومنو! تم دوزخ سے بچنے کی کوشش کرو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کو راہِ خدا میں خرچ کرنے سے ہو۔

تشریح:۔ اس مختصر سی حدیث میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) نے مسلمانوں کو کامیابی کا ایک سنہری اصول بتایا ہے۔ ایک مسلمان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش بختی اس بات میں ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے راضی ہو جائے۔ اور اس دُنیا اور آخرت میں اسے اپنی ابدی جنت میں داخل کر دے۔ پس ایک مسلمان کی ساری زندگی بلکہ زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی کوشش میں گزرتا ہے کہ کسی طرح سے اُس کا مالک اس سے راضی ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے جس کی ایک صورت یہ ہے۔ کہ وہ راہِ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کا عزم رکھتا ہے اور وقت آنے پر کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتا۔ اس حدیث میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ انسان سے جس قدر قربانی ہو سکے۔ کرنی چاہیئے تا وہ آخرت میں اپنے نیک اعمال کا ذخیرہ بڑھا سکے۔ اور خدا کی خوشنودی کو حاصل کر سکے۔ عام طور پر یہ خیال ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں بہت زیادہ مال ہو تو تب ہی خرچ کیا جائے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ انسان کے پاس جو کچھ ہو خواہ وہ کتنا ہی قلیل اور معمولی کیوں نہ ہو، اسے راہِ خدا میں خرچ کر دے اس بظاہر حقیر قربانی کو بھی خدا کے حضور میں نوازا جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ تو اپنے بندوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔ اور کسی غریب مومن کے حقیقی جذبات اس کی نظر سے مخفی نہیں ہوتے۔ پس راہِ خدا میں کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو قربان کرنے سے نہیں رکنا چاہیئے۔

اس حدیث میں راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی مثال بیان ہوئی ہے۔ اس سے دراصل اس اصولی ہدایت کا پتہ لگتا ہے۔ کہ کسی نیکی کو بھی حقیر اور معمولی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی معمولی کیوں نظر نہ آئے۔ ہمارا رؤف و رحیم خدا بہت ذرہ نواز ہے نہ معلوم کونسی نیکی اس کے حضور شرفِ قبولیت پا لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی دلکش نصیحت فرمائی ہے کہ "ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے قبول کئے جاؤ۔"

(ع - م - ع)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دل کی غفلت اور سستی کا علاج

انسان پر غفلت اور سستی کے لمحات آتے رہتے ہیں۔ حقیقی مومن اس غفلت کو دور کرکے پھر اپنے رب کے آستانہ پر سربسجود ہو جاتا ہے۔ اس عارضی غفلت اور سستی کو دور کرنے کا کیا علاج ہے؟ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں۔

"نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں۔ نماز میں دعا کرنی چاہیئے کہ اے اللہ مجھ میں اور میرے گناہوں میں دوری ڈال۔ صدق سے انسان دعا کرتا رہے تو یقینی بات ہے کہ کسی وقت منظور ہو جائے۔ جلدی کرنی اچھی نہیں ہوتی۔ زمیندار ایک کھیت بوتا ہے تو اسی وقت نہیں کاٹ لیتا۔ بے صبری کرنے والا بے نصیب ہوتا ہے۔ نیک انسان کی یہ علامت ہے کہ وہ بے صبری نہیں کرتا۔ بے صبری کرنے والے بڑے بڑے بے نصیب دیکھے گئے ہیں۔ اگر ایک انسان کنواں کھودے اور بیس ہاتھ کھودے اور ایک ہاتھ رہ جائے تو اس وقت بے صبری سے چھوڑ دے تو اپنی ساری محنت کو برباد کرتا ہے۔ اور اگر صبر سے ایک اور ہاتھ بھی کھودے تو گوہرِ مقصود پا لے۔ یہ خدا تعالےٰ کی عادت ہے کہ ذوق اور شوق اور معرفت کی نعمت ہمیشہ دکھ کے بعد دیا کرتا ہے۔ اگر ہر ایک نعمت آسانی سے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوا کرتی۔ سعدیؒ نے کیا عمدہ کہا ہے ؎

گر نباشد بدوست راہ بُردن
شرطِ عشق است در طلب مُردن"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۴۵)

تبرکات

آئندہ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ سال

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑے زور کے ساتھ مجھے اس طرف متوجہ کیا۔ کہ موجودہ نسل کا جو تیسری نسل احمدیت کی کہلا سکتی ہے صحیح تربیت پانا غلبۂ اسلام کے لئے اشد ضروری ہے۔ یعنی احمدیوں میں سے جو ۴۵ سال کی عمر کے اندر اندر ہیں۔ یا جن کو احمدیت میں داخل ہوئے ابھی پندرہ سال نہیں گزرے، اس گروہ کی اگر صحیح تربیت نہ کی گئی۔ تو ان مقاصد کے حصول میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی۔ جن مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کی شکل میں دنیا کی طرف مبعوث فرمایا اور جن مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے......

اگر ان مقاصد کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے اور ان کے حصول کی کوشش کی جائے۔ تو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری یہ پود صحیح رنگ میں تربیت حاصل کر کے وہ ذمہ داریاں نباہ سکے گی۔ جو ذمہ داریاں عنقریب ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ کیونکہ میری توجہ کو اس طرف پھیرا گیا کہ آئندہ بیس ۲۰ پچیس ۲۵ سال اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں۔ اور اسلام کے غلبہ کے بڑے سامان اس زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے۔ اور دنیا کثرت سے اسلام میں داخل ہو گی۔ یا اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہو گی۔ اس وقت اسی کثرت کے ساتھ ان میں مربی اور معلم چاہیئے ہوں گے۔ وہ مربی اور معلم جماعت کہاں سے لائے گی۔ اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی۔ اس لئے اس کی فکر کرو اور ان مقاصد کو سامنے رکھو......

اور ان مقاصد کے حصول کے لئے جس رنگ کی تربیت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی روشنی میں اسی قسم کی تربیت اپنے نوجوانوں کو دو۔ تا جب وقت آئے تو بڑی کثرت سے الناس میں اسلام کے لئے بطور مربی اور معلم کے زندگیاں وقف کرنیوالے موجود ہوں تا وہ مقصد پورا ہو جائے کہ تمام بنی نوعِ انسان کو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع کر دیا جائے۔"

(الفضل ۲۵ رجون ۱۹۶۷ء)

اعتراف

"اُفق سے رُوحانیت کا چاند طلوع ہوا ہے"

مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر اخبار "لائٹ" نے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے بعد جو تاثرات تحریر فرمائے۔ ان کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ بوربن میں ایک "روحانی نظارہ" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :-

"ایک عزیز کی تحریک پر جو جماعت احمدیہ۔ ربوہ سے تعلق رکھتے ہیں مَیں نے جماعت احمدیہ ربوہ کے امام کی ملاقات سے مستفید ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ایک دن چل پڑا۔ بوربن مری کے مضافات میں ایک جگہ ہے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب وہاں کے ریسٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔ چنانچہ ہم راستہ دریافت کرتے کرتے سیدھے وہاں پہنچے جب حضرت صاحب کو علم ہوا۔ تو وہ اپنے قیام گاہ سے نکل آئے مَیں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میرا احساس یہ ہوا۔ ان کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر کہ "گویا اُفق سے روحانیت کا چاند طلوع ہوا ہے"۔ اور اسی وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ مَیں جماعت احمدیہ ربوہ کے دوستوں کو مبارکباد دوں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا بلند پایہ امام دیا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مجھے اس سے بہتر ذریعہ نہیں نظر آیا کہ الفضل کے کالموں کا رہین منت ہو جاؤں۔ اس لئے یہ چند سطور بغرض اشاعت لکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیت کا درخت اچھی پھل دے رہا ہے اور ایسی ہستیاں پیدا کرتا ہے جن کو ایک نظر دیکھ کر ہی انسان کا دل نورِ ایمان سے پُر ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد سے بہت توقعات وابستہ کی ہیں کہ سلسلہ کے فروغ و ترقی میں ان کو بہت دخل ہوگا۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب یقیناً ان توقعات کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے عہد خلافت میں احمدیہ تحریک کو بہت عروج حاصل ہوگا۔

موجودہ دور کے انسان کو ایک زندہ خدا کی تلاش ہے اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کے محض چہرے پر ایک نظر ڈالنے سے انسان ایسا محسوس کرتا ہے کہ زندہ خدا موجود ہے۔

ان چند سطور کے پیچھے میرا جذبہ یہ ہے کہ مَیں جماعت احمدیہ کو مبارکباد دوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے انکو ایسا لیڈر عطا کیا ہے جس کی شخصیت ہر قسم کے تصنع سے بالا تر ہے میں نے بہت سے مذہبی پیشوا دیکھے ہیں جو ہفتے کے سات دنوں میں سے چھ دن اپنے جبّہ و دستار اور ریش کے میک آپ پر صرف کرتے ہیں۔ یہاں میں نے اس کے الٹ سادگی دیکھی جو حقیقی روحانیت کی روح ہے۔ بناوٹ اور میک اپ کہیں کوسوں بھی ان کے نزدیک نہیں گئی اور اس لئے انکو محض دیکھنا ہی انسان کے اندر نورِ ایمان پیدا کرتا ہے۔ حضرت صاحب نے مجھے بتایا کہ یورپ کے دورے میں لوگوں نے ان سے کیا کیا سوالات کئے۔ اور انہوں نے کیا کیا جوابات دیئے لیکن میں کہتا ہوں کہ انکے دورے کی کامیابی کا راز انکی اپنی شخصیت میں تھا یورپ کے لوگ بڑے قیافہ شناس بھی ہیں۔ جس چہرے پر اتنی طمانیت برس رہی ہو۔ اور اس قدر تقدس ہو جو میں نے حضرت صاحب کے چہرے پر دیکھا۔ اس سے زیادہ مؤثر تبلیغ یورپ میں اور کوئی نہیں ہو سکتی"۔

(الفضل ربوہ - ۱۱ وفا ۱۳۴۷ ہش)

کحلِ جواہر

باتوں کا وقت گزر چکا۔ اب عمل اور صرف عمل کرنیکا وقت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خدام الاحمدیہ سے ایک پُر معارف خطاب

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
اللہ تعالیٰ نے بولنا اور تقریر کرنا اپنے دل کی صفائی اور دوسروں کے دلوں کی صفائی کے لئے بنایا ہے لیکن اس چیز کو دنیا نے آہستہ آہستہ تماشہ اور کھیل کا ذریعہ بنا لیا ہے، جتنی جتنی نیکی ترقی کر رہی ہے اتنا ہی شیطان اسے بدلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دوسروں کو نصیحت کرنا ایک بڑی نیکی ہے۔ نصیحت کے معنے اخلاص اور خیر خواہی کے ہیں۔ جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے نصیحت کرو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری خیر خواہی کرو اور میرے لئے اچھا رستہ تلاش کرو۔ لیکن اب اس چیز کو بھی لوگ کھیل اور تماشے کا ذریعہ بنا رہے ہیں۔ اور آجکل کے نوجوان عجیب مرض میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا عمل کریں، جو ان کی زندگی کو کامیاب بنانے والا اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے والا ہو یہ رٹ لگائے جاتے ہیں۔ کہ ہمیں کوئی نصیحت کریں۔ چنانچہ جب بھی وہ کسی لیڈر یا رہنما سے ملتے ہیں تو جھٹ کاپی آگے کر دیتے ہیں۔ کہ اس پر کوئی نصیحت لکھ دیں۔

غرض لفظ ہدایت ارشاد اور نصیحت ایک شغل سا بن گیا ہے۔ اور اتنا قیمتی لفظ جس کے لئے بڑے بڑے مفکرّ اور مدبّر پیدا ہوتے آئے ہیں۔ محض ایک رواج بن گیا ہے۔ پچھلے دنوں کچھ نوجوان میرے پاس بھی آئے۔ اور میرے سامنے کاپیاں پیش کیں کہ کوئی نصیحت لکھ دیں۔ میں نے ہر ایک کی کاپی پر یہ لکھا کہ لغو باتوں سے اسلام روکتا ہے۔ وہ میرے اس فقرہ کو پڑھ کر بہت خوش خوش گئے کہ گویا میں نے ان کی خواہش کو پورا کر دیا۔ ان کو یہ سمجھ نہ آیا۔ کہ میں نے ان کے فعل پر طنز کی ہے۔ یہ ہمارے ملک کے لوگوں کی عادت ہے۔ کہ جب کوئی نئی بات نکلے فوراً اس کی تقلید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھ سے خدام الاحمدیہ دہلی کے عہدیداروں نے یہ خواہش کی ہے کہ میں ان کو کچھ نصیحتیں کروں۔ جہانتک باتوں کا تعلق ہے۔ وہ بہت ہو چکی ہیں۔ اور باتوں کا زمانہ بہت لمبا ہو گیا ہے۔ باتیں یا سونے کے لئے کی جاتی ہیں یا کام کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ راتوں کو مائیں بچوں کو سلانے کے لئے باتیں سُناتی ہیں۔ اور دن کو

لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کہ اس طرح ان کو کوئی معقول بات مل جائے۔ جو ان کے کام میں آسانی پیدا کرے۔ ہماری باتیں سونے کے لئے نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ایسے مصائب اور دکھوں کے زمانہ میں سونا موت سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی دوسری باتیں جو کام میں آسانی پیدا کرتی ہیں۔ وہ بھی کافی ہو چکی ہیں۔ اور مزید باتوں کی کوئی خاص ضرورت نظر نہیں آتی ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے ۷۵ سال[1] ہو گئے ہیں جس نے اس عرصہ میں باتوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی وہ اب آئندہ کی باتوں سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھائے۔ جس شخص نے ان نشانات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ آئندہ ظاہر ہونے والے نشانات اسے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

کیا مومنوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے ذکر اور خدا تعالیٰ کی خشیت سے ان کے دل ڈر جائیں۔

میں بھی یہی نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

کیا ابھی باتوں کا وقت ختم نہیں ہوا اور کیا ابھی تک کام کا وقت نہیں آیا۔ کیا ابھی تک کافی نصیحتیں نہیں ہو چکیں۔ جن کے بعد طریق عمل اور ہدایت کا رستہ واضح ہو جاتا ہے۔ اگر تمہارا طریق عمل یقینی طور پر واضح ہے۔ تو زمانہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ تم اپنی زندگی کو اس سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔ اگر تمہاری آنکھیں کھلی ہیں۔ اگر تم اپنے اندر فکر کا مادہ رکھتے ہو۔ تو تمہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ مسلمان کیا تھے اور کیا بن گئے۔ اور مسلمان کہاں تھے۔ اور کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ مسلمان نوجوان جغرافیہ پڑھتے ہیں۔ نقشہ دیکھتے ہیں۔ میں سمجھ نہیں سکتا۔ کہ ان کے دل کیوں بیٹھ نہیں جاتے۔ کیوں ان کے دلوں میں درد اور اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ ایک دن وہ تھا۔ کہ سارا نقشہ اسلامی حکومتوں کے رنگ سے رنگین تھا۔ یا آج یہ حالت ہے کہ یورپین حکومتیں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں اور مسلمان ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ حالانکہ ایک زمانہ وہ تھا کہ اسلامی رنگ نقشہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بھرا ہوا تھا۔ چین میں سینکڑوں سال تک مسلمانوں نے حکومت کی ہے یہاں تک کہ آج تک جاپانی مائیں اپنے بچوں کو یہ کہکر ڈراتی ہیں کہ چپ کر جو گو (یعنی مسلمان) آ گیا۔ امریکہ میں بھی بعض مسجدیں پائی گئی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ وہاں تک مسلمان پھیلے ہوئے تھے۔ اور فلپائن وغیرہ میں مسلمان موجود تھے غرض کوئی گوشہ دنیا کا ایسا نہ تھا جہاں اسلامی حکومت قائم نہ تھی۔ وہ حکومتیں ملکی حکومتیں تھیں امپیریلزم نہ تھا۔ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ اگر کسی زمانہ کے مسلمانوں نے کوئی غلطی کی ہو تو وہ اپنی غلطی کے آپ ذمہ دار تھے اسلام ذمہ دار نہیں۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ ان باتوں کو معلوم کر کے بھی مسلمانوں کے دلوں میں معمولی سی گدگدی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ جب کسی زمیندار کے بیٹے سے پوچھا جائے

---

[1] اور اب تو پون صدی سے زائد گزر چکی ہے۔

کہ آپ کس خاندان سے ہیں تو وہ گننا شروع کر دیتا ہے کہ میں فلاں چوہدری کا بیٹا ہوں۔ فلاں چوہدری کا پوتا ہوں لیکن مسلمانوں کے دل اس بات کو نہیں سوچتے کہ ہم کن لوگوں کی اولادیں ہیں۔ اور ہمارے آباء و اجداد کس شان کے لوگ تھے۔ ساتویں صدی میں جبکہ مسلمان بہت کچھ گر چکے تھے۔ اس گرے ہوئے زمانہ میں بھی مسلمانوں کے اندر اسلام اور مسلمانوں کے لئے غیرت موجود تھی اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ خلافت بغداد بالکل تباہ ہو کر ریاستوں کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ لیکن نام باقی تھا کہتے ہیں ہاتھی مرا ہوا بھی بھاری ہوتا ہے خلافت تو تھی۔ گو چند گاؤں بھی ان کے قبضہ میں نہ رہے تھے صرف بغداد ہی میں ان کی حکومت محدود تھی۔ باقی سب جگہ دوسری بادشاہتیں قائم ہو گئی تھیں۔ وہ بادشاہ مطلق العنان ہونے کے باوجود خلافت کا احترام کرتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ ہم تو نائب بادشاہ ہیں۔ اصل بادشاہ خلیفہ ہے بیشک وہ اپنا قانون چلاتے تھے اپنی فوجیں رکھتے تھے خود ہی لڑائیاں لڑتے تھے خود ہی فیصلے کرتے تھے۔ خود ہی معاملات طے کرتے تھے۔ وہ خلیفہ کو پوچھتے تک بھی نہ تھے مگر اس نام کی بھی برکت تھی۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے ایک علاقہ میں سے جبکہ مسلمان کمزور ہو چکے تھے۔ یورپین فوجیں گذریں اور انہوں نے کسی مسلمان عورت کو چھیڑا اس بیچاری کو کچھ پتہ نہ تھا کہ خلافت ٹوٹ چکی ہے۔ وہ یہی سنتی آرہی تھی کہ ابھی تک یہاں خلیفہ کی حکومت ہے اس نے اسی خیال کے ماتحت خلیفہ کو پکار کر آواز بلند یا للخلیفۃ کہا۔ یعنی اے خلیفہ میں مدد کے لئے تمہیں آواز دیتی ہوں۔ اس وقت وہاں سے ایک قافلہ گزر رہا تھا اس نے یہ باتیں سنیں۔ وہ قافلہ بغداد کی طرف جا رہا تھا۔

پرانے زمانے میں رواج تھا۔ کہ جب قافلہ شہر میں آتا۔ تو قافلہ کی آمد کی خبر سنکر لوگ شہر کے باہر قافلہ کے استقبال کے لئے جاتے۔ اور تاجر لوگ بھی اس وقت وہاں پہنچ جاتے اور آجکل کی بلیک مارکیٹ کی طرح وہیں مال خریدنے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ جو مال باہر سے آتا تھا۔ وہ سفر کی مشکلات کی وجہ سے بہت کم آتا تھا اس لئے ہر ایک تاجر یہی کوشش کرتا تھا کہ وہیں جا کر سودا کرے۔ اور اسے دوسروں سے پہلے حاصل کر لے۔ جب وہ قافلہ آیا۔ اور شہری اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گئے اور اسے ملے تو اہل شہر نے ان سے سفر کے حالات پوچھنے شروع کئے اور کہا کہ کوئی نئی بات سناؤ۔ انہوں نے کہا سفر ہر طرح آرام سے گزرا۔ مگر ہم نے راستہ میں ایک عجیب تمسخر سنا۔ ایک عورت خلیفہ کو آوازیں دے رہی تھی۔ اور مدد کے لئے بلا رہی تھی۔ اس بے چاری کو کیا پتہ کہ اس جگہ اب اس کی حکومت ہی نہیں اور اب وہ وظیفہ خوار بادشاہ ہے۔ یہ باتیں سننے والوں میں سے ایک درباری بھی تھا۔ وہ دربار میں آیا۔ اور بادشاہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ آج ایک عجیب بات سنی ہے ایک قافلہ فلاں جگہ سے آیا۔ اور اس نے سنایا کہ ایک عورت خلیفہ کو مدد کے لئے پکارتی تھی۔ اگرچہ خلافت اس وقت مٹ چکی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسلامی ایمان کی کوئی چنگاری باقی تھی۔ خلیفہ میں کوئی طاقت نہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ میں اکیلا ہوں لیکن جب اس نے یہ بات سنی تو تخت سے اتر آیا۔ اور ننگے پاؤں چل پڑا۔ اور کہا کہ گو اب خلیفہ کا وہ اقتدار نہیں رہا۔ مگر بہرحال اس عورت نے خلافت کو آواز دی ہے

اب میرا فرض ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس کی مدد کروں۔

یہ بات ایسی ہے کہ آج یہاں بیٹھے ہوئے ہمارا خون کھولنے لگتا ہے۔ اس زمانہ میں کیوں نہ کھولا ہوگا۔ جونہی یہ بات دوسرے بادشاہوں نے سنی انہوں نے خلیفہ کو یہ اطلاع بھیجی کہ ہم ہر طرح آپ کی مدد کریں گے آپ اس عورت کو آزاد کرائیں۔ اور ان سے اس کا بدلہ لیں۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے اس عورت کو آزاد کرایا اور عیسائیوں سے اس کا بدلہ لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دلوں میں حمیت اور غیرت موجود تھی۔ اور ایمان کی روشنی ان کے دلوں میں موجود تھی۔ مگر اب کیا مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کے لئے عارضی جوش بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور کیا ان کو اسلام کے لئے قربانیاں کرنے کا شوق ہے۔ کیا ان کے دماغ کبھی غور و فکر نہیں کرتے کہ ہم کیا تھے اور کہاں پہنچ گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ مصائب اور آفات اس لئے آ رہی ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سرانجام دینے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر وہ اپنے حالات کو بغور مطالعہ کریں اور ان مصائب کو دور کرنے کا پورا تہیہ کر لیں۔ اور اس کے ساتھ کوشش بھی کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان حالات سے نجات نہ پا سکیں۔ جب اسلام کی حالت ایسی کمزور ہے اور تم اپنی آنکھوں سے یہ چیز دیکھ رہے ہو۔ تو کونسا سبق باقی ہے جو تم سیکھنا چاہتے ہو۔ کیا زمین نے تمہیں سبق نہیں سکھایا۔ کیا ارد گرد کے ہمسایوں نے تمہیں سبق نہیں سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ چاروں طرف ہمارے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر لوگ اندھے ہو کر چلتے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ کونسی سیکھنے والی بات باقی رہ گئی ہے۔ اور کیوں تمہارا قدم عمل کی طرف نہیں اُٹھتا۔ کس دن کا تمہیں انتظار ہے؟

میں حیران ہوں کہ جو لوگ اپنے وقتوں اور جائیدادوں کی قربانیاں نہیں کر سکتے وہ اپنے نفوس کی قربانیاں کس طرح پیش کر دیں گے یہ بات یاد رکھو کہ قومی عزت بغیر قربانیوں کے قائم نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جنہیں اپنی قومی عزت کا خیال نہیں اور وہ لوگ جن میں قومی غیرت موجود نہیں وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں وہ دنیا میں ایسے ہی پھرتے ہیں جیسے گائیں اور بھیڑیں پھرتی ہیں۔ وہ لوگ اپنی قوم کے لئے کسی فائدے کا موجب نہیں۔ ابتدائی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ ایک لمبی نالی ہے جو کہ کئی کوس تک چلی جاتی ہے اور اس پر ہزارہا بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک بھیڑ پر ایک قصاب بیٹھا ہے وہ بھیڑیں اس طرح پر لٹائی گئی ہیں کہ ان کا سر نالی کے کنارہ پر ہے تا ذبح کرتے وقت ان کا خون نالی میں پڑے۔ باقی حصہ ان کے وجود کا نالی سے باہر ہے۔ اور ان تمام قصابوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھری ہے جو کہ ہر ایک بھیڑ کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف ان کی نظر ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کی اجازت کے منتظر ہیں۔ وہ لوگ جو در اصل فرشتے ہیں بھیڑوں کے ذبح کرنے کے لئے مستعد بیٹھے ہیں۔ محض آسمانی اجازت کی انتظار ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تب میں ان کے نزدیک گیا اور میں نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم اس کی پرستش نہ کرو۔ اور اس کے حکموں کو نہ سنو۔ میرا یہ کہنا ہی تھا

کہ فرشتوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ ہمیں اجازت ہو گئی ہے۔ ۔ ۔
. . . . تب فرشتوں نے جو قصابوں
کی شکل میں بھیجے ہوئے تھے۔ فی الفور اپنی بھیڑوں پر چھریاں
پھیر دیں۔ اور چھریوں کے لگنے سے بھیڑوں نے ایک
دردناک طور پر تڑپنا شروع کیا۔ تب ان فرشتوں نے سختی
سے ان بھیڑوں کی گردن کی تمام رگیں کاٹ دیں اور کہا
تم چیز کیا ہو۔ گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ اس رؤیا
میں اللہ تعالیٰ نے دنیادار اور دنیا پرست لوگوں کی
تشبیہ گوہ کھانے والی بھیڑوں سے دی ہے۔ کہ
ایسے لوگوں کی خدا تعالیٰ کو پرواہ ہی کیا ہے۔ جس طرح
بھیڑیں بغیر کسی درد کے ذبح کی جاتی ہیں۔ اسی طرح
ایسے لوگ ذبح کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر
رحم نہیں کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں لوگوں کی پرواہ
کرتا ہے جو اس کی پرواہ کرتے ہیں۔ آخر رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم بھی آدمی ہی تھے۔ کہ تمام دنیا کی مخالفت
ان کو کوئی گزند نہ پہنچا سکی۔ بلحاظ بشریت کے دوسرے
انسانوں کی طرح آپ بھی ایک بشر تھے۔ اور ہم دیکھتے
ہیں کہ اگر ایک انسان کے خلاف ایک گاؤں کے لوگ
ہی ہو جائیں۔ تو اس کا جینا دشوار ہو جاتا ہے۔ لیکن تمام
قوم ایک طرف تھی۔ اور آپ ایک طرف تھے۔ اس کے
باوجود دنیا آپ کا بال بھی بیکا نہ کر سکی۔ ان لاکھوں
لاکھ انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت نہ بھڑکی۔
لیکن اس ایک انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی غیرت جوش
میں آگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ وَاللّٰہُ
یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ گویا یہ تمام دنیا کو ایک
چیلنج تھا۔ کہ تم ہمارے اس پیارے کو چھیڑ کر تو دیکھو
کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے۔ میں اللہ جو تمام کائنات عالم
کا مالک ہوں میں اس کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ بعض
دفعہ دشمن آپ تک پہنچ بھی گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے
ایسے معجزانہ طور پر آپ کو بچایا۔ کہ آج تک دنیا ان واقعات
کو پڑھ کر حیران رہ جاتی ہے۔ ایک جنگ سے رسول کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آرہے تھے تو ساتھ ساتھ
ایک دشمن بھی چل پڑا۔ صحابہؓ نے خیال کیا کہ کوئی اجنبی
آدمی ہے اور اپنا سفر طے کر رہا ہے اس لئے کسی نے
اس سے مزاحمت نہ کی۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر جب صحابہؓ
کو اطمینان ہو گیا۔ کہ اب ہم خطرہ والے علاقے سے نکل کر
اپنے علاقہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ تو آپ نے رسول کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ دیر آرام کرنے کے لئے
عرض کیا۔ آپ نے اس کی اجازت دیدی۔ دوپہر کا وقت
تھا۔ صحابہؓ مختلف درختوں کے نیچے آرام کرنے کے
لئے لیٹ گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک علیحدہ درخت کے نیچے جا کر لیٹ گئے اور اپنی تلوار
درخت سے لٹکا دی۔ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ وہ شخص جو
لشکر میں آپ کا پیچھا کرتا آرہا تھا۔ اس نے آپ کی
تلوار لی اور ننگی کر کے آپ کو جگایا۔ اور آپ کو کہا کہ
میں کافی فاصلہ سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا۔ مگر مجھے موقع
نہیں ملتا تھا۔ اب مجھے موقع ملا ہے اور میں آپ کو
قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کو مجھ
سے کون بچا سکتا ہے؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بغیر کسی گھبراہٹ کے فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ
بچا سکتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں لوگ منہ سے یہ دعویٰ
کرتے ہیں۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ لیکن
جب کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ تو اس یقین اور اعتماد
کا ثبوت نہیں دیتے بلکہ دنیوی اسباب کی طرف اپنی

نگاہ دوڑاتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے یہ فقرہ ایسے یقین اور رعب کے ساتھ نکلا۔ کہ اس شخص کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر وہ تلوار پکڑ لی اور تلوار کھینچ کر اس سے پوچھا اب بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے اس شخص نے نہایت خوف وہراس کی حالت میں کہا۔ آپ ہی رحم کریں اور میری جان بخشی کریں۔ آپ نے اسے فرمایا۔ بیوقوف تم نے مجھ سے سُن کر بھی سبق نہ سیکھا۔ تمھیں کہنا چاہیئے تھا کہ مجھے اللہ تعالےٰ بچا سکتا ہے۔ آپ کو یہ سنکر خوشی نہیں ہوئی۔ کہ اس نے تیری تعریف کی ہے۔ بلکہ آپ کو تکلیف ہوئی۔ کہ اس نے اللہ تعالےٰ کا نام کیوں چھوڑ دیا۔ اللہ تعالےٰ کا یہ سلوک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ کیوں تھا۔ اور اس وقت وہ مسلمانوں کو کافروں پر کیوں غلبہ عطا کرتا تھا اور آج کیوں ان کی اولادوں کو چھوڑ بیٹھا ہے کیا اس وقت نعوذ باللہ خدا بوڑھا ہو گیا ہے۔ یا اب خدا مر گیا ہے یا اس پر تعطل کی حالت طاری ہے یا اسلام کے لئے اس کے دل میں غیرت نہیں رہی۔ یا اسے اسلام سے نفرت ہو گئی ہے۔ نہیں اللہ تعالےٰ کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور وہ ایسی تبدیلیوں سے پاک ہے اور وہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اندر تبدیلی کر لی۔ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق قطع کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت کو جذب کرنے کی بجائے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے بھی ان سے منہ پھیر لیا کہ جاؤ دنیوی سامانوں پر بھروسہ کر کے دیکھ لو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ آج بھی اسی طرح اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے جس طرح وہ پہلے سنتا تھا ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے اس محبت کا ثبوت دیں۔ جس کا ثبوت ان کے آباء و اجداد نے دیا۔ اور اسی طریقہ کار کو لازم پکڑیں۔ جس پر چل کر ان کے آباء و اجداد نے کامیابی حاصل کی۔

اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ وفادار ہے۔ جو شخص اس سے وفاداری کرتا ہے اللہ تعالےٰ کبھی اس سے بیوفائی نہیں کرتا۔ پس اگر تم لوگ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے مورد بننا چاہتے ہو تو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ تم لوگ ایک ہاتھ پر جمع ہوئے ہو اس لئے نہیں کہ مل کر دعوتیں اڑاؤ اور عیش وعشرت کے دن بسر کرو۔ بلکہ تم لوگ اس لئے آگے آئے ہو کہ ہم اسلام کے لئے قربانیاں کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا کو اپنا واحد مقصد قرار دیں گے۔ تم اس سلسلہ میں اس لئے نہیں داخل ہوئے کہ ہانڈے پر بیٹھکر لقمے اڑاؤ۔ بلکہ تم اس لئے اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو کہ ہم ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کریں گے۔ اور اسلام کی حکومت کو دنیا بھر میں از سر نو قائم کریں گے۔

پس اپنے اس عہد کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ اگر تم اپنے عہد کو پورا کرتے جاؤ۔ تو دنیا کی کوئی طاقت بلکہ دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی تمہارے رستے میں روک نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ جب تم اللہ تعالےٰ کے ہو جاؤ گے تو پھر اللہ تعالےٰ خود تمہارے لئے کامیابی کے سامان پیدا کریگا اور تمہارے لئے کامیابی کے رستے کھول دیگا

آخر کیا وجہ ہے کہ تمہاری باتوں میں اثر نہیں۔ ایسی چمڑے کی زبان رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تھی اور ویسی ہی چمڑے کی زبانیں دوسرے لوگوں کی تھیں۔ لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان بولتی تھی تو وہ گوشت اور چمڑے کی زبان نہ ہوتی تھی بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی زبان ہوتی تھی۔ اس لئے اس زبان کی باتیں پوری ہو کر رہتی تھیں۔ اور دنیا کی طاقتیں ان کو پورا ہونے سے روک نہ سکیں۔ وہی طاقت اور قوت رکھنے والا خدا آج موجود ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تم اپنے اندر اخلاص اور تقویٰ پیدا کرو۔ اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ باتوں کا زمانہ گذر گیا۔ اور اب باتوں کا زمانہ نہیں بلکہ عمل کرنے کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اب دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ ان بڑے بڑے دعووں کے بعد تم کتنے قطرے خون دل اس کے حضور میں پیش کرتے ہو۔ دنیا کے بادشاہ موتیوں اور ہیروں کی نذریں قبول کرتے ہیں۔ مگر زمین و آسمان کا مالک اور سب بادشاہوں کا بادشاہ یہ دیکھتا ہے کہ کتنے قطرے خون دل کے کوئی شخص ہمارے حضور پیش کرتا ہے۔ ہمارے خدا کے دربار میں ہیروں اور موتیوں کی بجائے خون دل کے قطرے قبول کئے جاتے ہیں۔ دنیا کی قومیں تو اسی زندگی کو ہی اپنا مقصود قرار دیتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کا اس بات پر یقین ہوتا ہے کہ ان کی حقیقی اور نہ مٹنے والی زندگی اگلے جہان سے شروع ہوگی۔ اس لئے وہ موت سے نہیں ڈرتے۔ دنیا کے لوگ مرنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زندگی ختم ہوئی۔ تو ہم ختم ہوئے لیکن مومنوں کی مثال روایتی دیو کی طرح ہوتی ہے۔ کہ اس کے خون کے جتنے قطرے گرتے ہیں ان سے اتنے ہی آدمی پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہی حال خدائی جماعتوں کا ہوتا ہے۔ وہ جتنی جتنی قربانیاں دیتی ہیں۔ اتنی ہی وہ ترقی کرتی ہیں۔ جس طرح سوکھی شاخیں اور سوکھے پتے تنور میں جھونکنے سے آگ تیز ہوتی ہے اسی طرح جوں جوں مرنے والے مرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو اور زیادہ ترقی دیتا ہے اور مرنے والوں کے ناموں کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیتا ہے جب مرنا ہر ایک نے ہے اور کوئی شخص موت سے بچ نہیں سکتا۔ تو پھر انسان کیوں نہ خدا کی راہ میں ہی مرے۔ فرض کرو ایک شخص نے بیس سال کی عمر میں ملازمت شروع کی۔ اور ساٹھ سال کی عمر تک وہ ملازمت کرتا رہا۔ اور ہر ماہ اسے پانچ سو روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ تو کیا اس شخص کی چالیس سال کی ملازمت ایسے شخص کے ایک دن سے بھی کوئی نسبت رکھتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا گیا۔ مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ چھوٹے بڑے نوجوان اور بوڑھے سب اجل کا پیالہ پینے والے ہیں۔ کوئی بچپن میں ہی مرجاتا ہے کوئی جوانی میں مرجاتا ہے۔ کوئی بڑھاپے میں مرجاتا ہے۔ کون زندگی کی گارنٹی دے سکتا ہے۔ پھر ایسی زندگی کو سنبھال کر کرنا ہی کیا۔ کس دن کے لئے یہ زندگی بچانے کی کوشش کریں۔ ..... اور پھر ایسی زندگی کا کیا فائدہ جبکہ اسلام اور مسلمان ذلت اور رسوائی کی حالت میں ہوں۔ عقلمندوں کے نزدیک پاخانے میں سوسائٹی کی زندگی گذارنے سے چھ ماہ کی آزاد زندگی زیادہ

بہتر ہے اور پاخانہ میں زندگی بسر کرنے کی بجائے وہ موت
کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو شخص ہر وقت گندگی میں رہے گا۔
اس کا دماغ بدبو کی وجہ سے سخت پریشان رہے گا۔ اور
اسے زندگی کا مزا کیا آئیگا۔ پس ہماری خوشی اور ہماری
راحت اسی بات میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے
ہو جائیں۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کریں۔
بے شک تمہارا یہ کام بھی ہے کہ تم گلیوں اور
شہروں کو صاف کرو۔ لوگوں کے آرام کا باعث بنو۔ لیکن
اس ظاہری گند سے روحانی گند زیادہ خطرناک ہوتا ہے
اہل مغرب نے ظاہری صفائی پر بہت زور دیا۔ اور جسمانی
صفائی کے بہت سے انتظام کئے ہیں لیکن روحانی صفائی
کا علاج ان کے پاس نہیں۔ جسمانی گند سے جسم مرتا ہے
لیکن روحانی گند سے روح مرجاتی ہے اور یہ چیز قابل
برداشت نہیں۔ کیونکہ روح کے مرنے سے انسان دائمی
طور پر جہنمی بن جاتا ہے۔ جسمانی گند کا اثر روحانی گند کے
اثر کے مقابلہ میں بہت محدود ہوتا ہے۔ پس تم بے شک
ظاہری صفائی کا بھی خیال رکھو۔ لیکن اس سے زیادہ
فکر تمہیں روحانی گند کو دور کرنے کے لئے ہونا چاہیئے۔
اس روحانی گند کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور قربانی
کے معیار کو بہت بلند کرو۔

تم غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کو تمام
دنیا میں قائم کرنے کے لئے تمہیں کس قدر قربانیاں کرنی
چاہئیں۔ جب دنیا کے لوگ اور دنیا کے سپاہی چھوٹی
چھوٹی چیز کے لئے بڑی بڑی قربانیاں پیش کر دیتے ہیں
تو خدا تعالیٰ کا روحانی سپاہی تو ان سب سے بڑھ کر
ہونا چاہیئے۔ اور اس کی قربانی دنیاداروں کی قربانیوں سے
بہت بڑھ کر ہونی چاہیئے۔ اس لئے وہ لوگ جو تھوڑی سی
قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ دے دیا۔ اور
اپنے آپ کو تھکا ہوا پاتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے بہادر
سپاہی کس طرح کہلا سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا بہادر سپاہی
وہ ہے جو اپنی ہر چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے
آنیوالی آواز پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔
اور ہر وقت پابہ رکاب رہتا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے مومن کی
مثال سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے
کہ کوئی امیر آدمی تھا۔ اس کے لڑکے کے کچھ اوباش لڑکے
دوست تھے۔ باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے
دوست نہیں ہیں محض لالچ وغیرہ کی خاطر تمہارے پاس آتے
ہیں۔ ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں۔ مگر
لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ
آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا۔ اس لئے
آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر میرے
دوست ایسے نہیں وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے
جان تک قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ
سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ ساری عمر میں مجھے ایک
ہی سچا دوست ملا ہے۔ لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔
کچھ عرصے کے بعد اس نے گھر سے خرچ کرنے کے لئے کچھ
رقم مانگی۔ تو باپ نے جواب دیا۔ کہ میں تمہارا خرچ برداشت
نہیں کر سکتا۔ تم اپنے دوستوں سے مانگو۔ میرے پاس
اس وقت کچھ نہیں۔ دراصل اس کا باپ اس کے لئے
یہ موقع پیدا کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان
لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا۔ اور تمام
دوستوں کو معلوم ہو گیا کہ اسے گھر سے جواب مل گیا ہے
تو انہوں نے آنا جانا بند کر دیا۔ اور میل ملاقات بھی

چھوڑ دی۔ آخر تنگ آکر ان کو ملنے کے لئے ان کے گھروں پر گیا۔ جس دوست کے دروازہ پر دستک دیتا۔ وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا۔ کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ یا وہ بیمار ہیں۔ اس وقت مل نہیں سکتے۔ سارا دن اس نے چکر لگایا۔ مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ نکلا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹ آیا۔ باپ نے پوچھا۔ بتاؤ دوستوں نے کوئی مدد کی۔ وہ کہنے لگا سارے ہی حرامخور ہیں کسی نے کوئی بہانہ بنالیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا ہے اب آؤ میں تمھیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ وہ پاس ہی کسی چوکی میں سپاہی کے طور پر ملازم تھا۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں لیکن کافی دیر ہو گئی۔ اور وہ دروازہ کھولنے کے لئے نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے اس نے باپ سے کہا۔ اباجی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے باپ نے کہا۔ کچھ دیر انتظار کرو۔ آدھا گھنٹہ گذر چکنے کے بعد اس نے دروازہ کھولا۔ گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی۔ اور دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا۔ معاف فرمائیے۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آسکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ آپ نے جب دروازہ پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں۔ ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا۔ تو مجھے یکدم

خیال آیا۔ کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی مصیبت آئی ہو۔ میں نے چیزیں جو میرے پاس تھیں۔ ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے۔ جو کہ پانچ سو روپے کے قریب ہے اور میری بیوی خدمت کے لئے آئی ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو۔ اور یہ دیر جو ہوئی ہے وہ اس تھیلی کے کھودنے میں ہوئی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کوئی ایسی مصیبت ہو جس میں کوئی جاں نثار کام آسکتا ہو اس لئے میں نے تلوار ساتھ لے لی ہے۔ کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو میں جان پیش کر سکوں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گو آپ امیر آدمی ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی مصیبت ایسی ہو جس سے آپ کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ اور میں روپے سے آپ کی مدد کر سکوں۔ تو میں نے یہ تھیلی ساتھ لے لی ہے۔ اور پھر میں نے خیال کیا کہ بیماری وغیرہ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو تو میں نے بیوی کو بھی ساتھ لے لیا ہے۔ تاکہ وہ خدمت کر سکے۔ اس امیر آدمی نے کہا۔ میرے دوست مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں اور کوئی مصیبت اس وقت مجھ پر نہیں آئی۔ بلکہ میں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے اس وقت آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالےٰ سے قائم کرنی چاہیئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں۔ اور کبھی منواتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر

کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں۔ ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق وہ ہے جو عسر اور یسر دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔ پس تم ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حقیر سمجھو کیا تم نے کبھی سوچا ہے۔ کہ تمہارے کاموں اور تمہارے اوقات میں کتنا حصہ خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ تم صبح اٹھ کر اپنے گھروں کے لئے سودا سلف خریدتے جاتے ہو پھر اس کے بعد تم اپنے دفتروں میں کام کرنے چلے جاتے ہو۔ شام کو آ کر آرام سے سو جاتے ہو۔ اس میں ایک دو گھنٹہ نمازوں کا وقت سمجھا جا سکتا ہے۔ گویا تم بائیس ۲۲ یا تیئیس ۲۳ گھنٹے اپنا کام کرتے ہو۔ اور ایک دو گھنٹے دین کے کاموں اور عبادتوں کے لئے صرف کرتے ہو اب تم خود ہی سوچ لو کہ کتنا حصہ تمہارے اوقات کا اللہ تعالیٰ کے کاموں کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ اور کتنا اپنے کاموں میں پھر تم یہ بھی سمجھتے ہو کہ ہم نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے باندھا ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اسے پورا کر رہے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ دوسری مسلمان دنیا اگر اسلام کے پھیلانے میں کوتاہی سے کام لیتی ہے۔ تو وہ اتنی مجرم نہیں جتنے تم مجرم ہو۔ کیونکہ تم یہ دعویٰ کرتے ہو۔ کہ ہم خدام احمدیت ہیں۔ اور ہمارے ذریعہ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

خدا تعالیٰ کے کام تو ہو کر رہیں گے لیکن اگر تم نے اپنے فرائض کو سرانجام نہ دیا تو پھر تم خدا تعالیٰ کے سامنے سچے خادموں کی حیثیت میں پیش نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تمہارے عمل تمہارے دعووں کو جھوٹا کر کے دکھا رہے ہوں گے۔ پس اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو۔ اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ اب کوئی نئی چیز بن گئے ہیں۔ **اب باتیں کرنے اور سننے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ باتیں کم کی جائیں۔ اور اپنی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔** میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کی ترقیات کے ساتھ ساتھ مشکلات میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور ہم جتنے بڑھیں گے اتنا ہی ہمیں زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ ہماری جماعت کے لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمیں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ مگر مجھے یہ شکوہ نہیں کہ لوگ ان کو دکھ کیوں دیتے ہیں۔ بلکہ مجھے یہ شکوہ ہے کہ لوگ ان کو تھوڑی تکلیفیں کیوں دیتے ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ دکھ اور تکلیف سے سچا استاد اور کوئی نہیں مجھے یقین ہے کہ ہم مصائب کی وجہ سے کم نہیں ہوں گے۔ بلکہ اور زیادہ بڑھیں گے کیونکہ جب تکلیف قابل برداشت ہو تو انسان سمجھتا ہے کہ میرے اندر طاقت ہے۔ میں اس کا مقابلہ کر لوں گا اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی طرف زیادہ نہیں جھکتا لیکن جب چاروں طرف سے ناطقہ بند ہو جائے تو وہ بے بس ہو جاتا ہے اور سوائے خدا تعالیٰ کے اس کے لئے

کوئی مددگار باقی نہیں رہتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پورے طور پر جھک جاتا ہے اور اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ تو اس کا یقین اور ایمان ترقی کرتا ہے۔ بے شک کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کی طرف جاتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو دنیا دھکے دے کر اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ انبیاء کی جماعتوں کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اور ان کو سخت سے سخت مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وہی سنت ہمارے لئے جاری ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تک جو سلوک باقی انبیاء کی جماعتوں سے ہوا وہی ہم سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کا دشمن نہ تھا اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسےؑ اور عیسےؑ کا دشمن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دشمن نہ تھا۔ اور ہمارا رشتہ دا

نہیں کہ ہم ان تکلیفوں سے بچ جائیں۔ جب تک تم آگ کی بھٹی میں ڈالے نہیں جاتے اور آرے دل سے چیرے نہیں جاتے اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پس تیاری کرو تا آنے والے امتحانوں میں فیل نہ ہو جاؤ۔ بغیر تیاری کے تم ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر تم دین کے لئے قربانیاں کرنے سے گھبراتے ہو تو تم ایسی چیز نہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حفاظت کی ضرورت ہو۔ تم اپنے لئے موت اور صرف موت میں ہی زندگی تلاش کرو۔ جب موت تمہاری نظروں میں معمولی اور حقیر چیز بن جائے گی تو تم تمام دنیا پر بھاری ہو جاؤ گے اور دنیا تمہارے مقابلہ سے عاجز آجائے گی۔ پس اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو اور انہیں ہمت کے ساتھ ادا کرتے جاؤ اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ جب تک صحیح طور پر کوشش نہیں کی جائے گی۔ اس وقت تک صحیح نتائج نہیں نکلیں گے۔ (الفضل ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۰ء)

بقیہ صفحہ نمبر ۲۰

بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر کوئی سورۃ فاتحہ کو سمجھ لے تو وہ قرآن کریم کو بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ یہ ہمیں گائیڈ کرتی ہے۔ جس کو امکانی حد تک اس کے معارف سے آگاہی ہو جائے۔ وہ ہر پادری سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عملی نمونہ دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پون گھنٹے کے مختصر وقت میں حضور نے بہت ہی بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ جس پر عمل کر کے ہم صحیح احمدی بن سکتے ہیں۔ اور دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ اور ہمیں حضور کے ارشادات پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

رپورٹ مرتبہ
مکرم محمد عمر دراز صاحب تنویر
(نامہ نگار خصوصی "خالد" ۔ لائلپور)

نوٹ:۔ قائدین مجالس کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر کبھی حضور سے اجتماعی طور پر ملنے کا موقع ملے تو اسکی روئداد اشاعت کیلئے ارسال کریں۔ (ادارہ)

خدام اپنے آقا کے حضور میں!

یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لائلپور کے اراکین کو خصوصاً اور دوسرے اراکین مجلس کو عموماً سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضور کی قیمتی نصائح سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ جو دن حضور نے ملاقات کے لئے قبول فرمایا۔ وہ ۲۸؍اپریل ۱۹۶۸ء کا تھا۔ وقت مقررہ پر تمام دوست دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچ گئے۔ حضور سے ملاقات کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر کی پچھلی طرف کا حصہ مخصوص کیا گیا تھا۔ وہاں فرش بچھا ہوا تھا۔ جہاں پر جا کر تمام دوست مؤدب بیٹھ گئے اور حضور ایدہ اللہ کا انتظار کرنے لگے۔ ٹھیک چالیس منٹ پر حضور تشریف لے آئے۔ اور حضور کے استقبال کے لئے تمام دوست کھڑے ہو گئے۔ حضور ایدہ اللہ نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ اور فرداً فرداً تعارف بھی فرماتے گئے تعارف اور مصافحہ کے بعد حضور اپنی جگہ پر رونق افروز ہوئے۔ اور اپنے قیمتی ارشادات سے نوازا۔ آپ نے اپنے ارشادات کے دوران زیادہ توجہ عملی نمونہ کی طرف دلائی حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا[1] کہ ہر نوجوان کو احساس دلانا چاہیے۔ کہ ہمارے عقائد تو زبردست ہیں لیکن جب تک اسلام کی روح نہیں اس وقت تک ہم دوسروں کو احمدیت میں داخل نہیں کر سکتے۔ اسلام کی اصل روح کو واضح کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اسلام کے معنے یہ ہیں۔ کہ اپنا سب کچھ خدا تعالےٰ کے آگے پیش کر دینا اور رضا کارانہ طور پر اپنی گردن کو خدا تعالےٰ کے آگے رکھ دینا اور یہ روح ہم میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اس روحانی تبدیلی کے متعلق جو احمدیت نے دنیا میں پیدا کی ہے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اعتقاداً احمدیت نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں میں بھی۔ حضور نے وقارِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو وقارِ عمل سکھلانے کے لئے بچے دیئے ہیں۔ ماں اس کا پاخانہ بھی اٹھاتی ہے۔ لیکن محسوس نہیں کرتی۔ جب انسان ان باتوں کو عار سمجھنے لگتا ہے تو پھر اسے امداد اور وقارِ عمل کی ضرورت پیش آتی ہے، حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس ضمن میں مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کے افتتاح کا واقعہ ارشاد فرمایا۔ کہ وہاں کے دوستوں اور انہوں نے خود تمام کام کو سرانجام دیا۔ نیز حضور نے فرمایا۔ کہ اگر ہم مزدور رکھتے تو میرا خیال ہے۔ کہ کئی ہزار روپے خرچ ہو جاتے۔ حضور نے سورۃ فاتحہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے دو نوجوان انگلستان میں ہیں۔ انہوں نے پادریوں سے کہا کہ تم اپنے دعاوی اپنی کتاب سے دو اور ہم صرف سورۃ فاتحہ میں سے اپنے دعاوی پیش کرتے ہیں لیکن کسی پادری کو مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی۔ حضور نے اپنے

(باقی صفحہ ...)

---

[1] حضور کے سب ارشادات اپنے الفاظ میں درج کئے جا رہے ہیں۔ (تنویر)

حقِ دوستی

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

اپنا غمخوار مجھ کو جان اے دوست — میرا کہنا کبھی تو مان اے دوست

دُنیائے دُوں سے مت لگانا دل — چند روزہ ہے یہ جہان اے دوست

پھول جتنے بھی چُن سکے چُن لے — ہے اُجڑنے کو بوستان اے دوست

دین سے پھیرتا ہے تُو مُنہ کیوں؟ — اس پہ لگتا نہیں لگان اے دوست

دین سے جو تجھے کرے غافل — بات اس کی کبھی نہ مان اے دوست

اس سے نکلیں گے بے بہا موتی — ایسی اسلام کی ہے کان اے دوست

لُوٹ لے دین کا خزانہ تُو — اس سے غافل ہے سب جہان اے دوست

گر خدا کی طرف جھکے گا تُو — وہ بھی خود ہو گا مہربان اے دوست

کر تو یادِ خدا۔ کہ پیری میں — تجھ کو رکھے گی یہ جوان اے دوست

اپنے دل میں جگہ خدا کو دے — پائے جنّت میں تا مکان اے دوست

کرلے جو کچھ کہ ہو سکے تجھ سے — سر پہ آیا ہے امتحان اے دوست

کھانے پینے میں رہ نہ تو۔ کہ نجات — تجھ کو دیں گے نہ قُوت و نان اے دوست

بدگمانی ہے زہرِ قاتل ایک — ہو کبھی بھی نہ بدگمان اے دوست

گالیاں سُن کے ایسا ہو خاموش — گویا مُنہ میں نہیں زبان اے دوست

تجھ کو رکھتا ہے گر نشاں اپنا — خود مٹا اپنا تو نشان اے دوست

غم اُٹھانے پڑیں گے۔ گر رہنا — چاہتا ہے تُو شادمان اے دوست

چاہتا ہے اگر کہ شان بڑھے — چھوڑ دے اپنی آن بان اے دوست

تجھ پہ اللہ اپنا رحم کرے — اور ہو تجھ پہ مہربان اے دوست

روز و شب ہے دعا یہ احمدؔ کی

مکرم سعید احمد صاحب غازی

وقارِ عمل!!

لفظ "وقارِ عمل" ایک انگریزی اصطلاح کا ترجمہ ہے
اس کے معنے "ہاتھ سے کام کرنے" کے کئے جاتے ہیں۔ وقارِ عمل
کا ایک مطلب اس طرح بھی لیا جا سکتا ہے۔ کہ ایسا کام کرنا جس
سے انسانی اور قومی وقار بلند ہو ۔۔ اس کے یہ دونوں مفہوم
کسی قوم کی ترقی اور تنزل میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

خداداد صلاحیتوں کے غلط استعمال سے انسان
میں ایک غلط جذبہ۔ جسے ہم "جھوٹی عزت" کے نام سے بھی موسوم
کر سکتے ہیں۔ پیدا ہو جاتا ہے ۔۔ جو ہاتھ سے کام کرنے
میں سدِّ سکندری بن کر حائل ہو جاتا ہے ۔۔ جھوٹی عزت
کے جذبہ میں سرشار انسان باوجود نکما اور بے عمل ہونے کے
خود کو بہت بڑا سمجھنے کا عادی ہوتا ہے ۔۔ اور اسی گمان
میں ہاتھ سے کام کرنے کو اپنے لئے باعثِ ننگ اور عار خیال
کرتا ہے ۔۔ بلکہ مرض کچھ زیادہ بڑھے تو اپنی توہین سمجھنے
لگتا ہے ۔۔ خدانخواستہ اگر یہ جذبہ کسی قوم میں پیدا ہو جائے
تو پھر وہ قوم اپنی ترقی کی راہیں مسدود کر کے اپنے آپ کو
قعرِ مذلت میں گرا کر اپنی تباہی و بربادی پر مہر لگا دیتی ہے۔

اس کے برعکس حقیقت یہ ہے ۔۔ کہ ہاتھ سے کام
کرنے سے انسان میں "عزتِ نفس" پیدا ہوتی ہے ۔۔
اور محتاجی کی عادت دور ہو جاتی ہے ۔۔ عزتِ نفس یہ ہے
کہ اپنے ہاتھ سے نیک اور پاک کاموں کی بجا آوری سے
صحیح انسانی قدروں کو اجاگر کیا جائے ۔۔ اور انسان ہمت
و عزم سے ترقیات کی راہ پر گامزن ہو کر نفس کا وقار اور
شرف بلند کرے ۔۔ اور جو کام خود کر سکے۔ اس کے لئے کبھی بھی دوسروں
کا دستِ نگر نہ ہو ۔۔!

بسا اوقات جب "جھوٹی عزت" کے احساس کے باعث
بے عملی اور جمود حد سے گذر جاتا ہے ۔۔ تو وہ افراد یا قومیں
ایک ذلت آمیز انجام کے ساتھ قدرت کے ہاتھوں ہمیشہ
کے لئے نابود کر دی جاتی ہیں ۔۔ تاریخ میں اس کی بہت
سی مثالیں بکھری پڑی ہیں ۔۔ ایک چھوٹی سی مثال
پیش کرتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ جب انگریزوں نے دلی پر حملہ کیا۔
تو شکست خوردہ ہو کر فوج اور سب لوگ بھاگ گئے۔
ایک شہزادہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ حملہ آوروں نے پکڑ کر
پوچھا ۔۔ کہ سب لوگ بھاگ گئے ہیں تو یہاں کیوں کھڑا
رہا؟ ۔۔ اس نے کہا میں کس طرح بھاگ سکتا تھا ۔۔
میرا ایک جوتا پاؤں سے نکل گیا۔ اور جوتا پہنانے والا
نوکر مجھے نظر نہیں آ رہا تھا ۔۔!! اور اسے وہیں ڈھیر
کر دیا گیا ۔۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آخر "ہنوز دلی دور است"
کہنے والے باپ کا فرزند تھا ۔۔!

قرآن پاک میں بار بار ہر اس عمل پر زور دیا گیا ہے،
جس سے خداتعالیٰ راضی ہو ۔۔ مومن کے اعمال جھوٹی
عزت کے جذبہ سے بے نیاز ہوتے ہیں ۔۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

شہرتوں سے کیا غرض اور عزتوں سے کام کیا
گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پہ سو عزت نثار

یعنی وہ خداوند کریم اگر دنیاداروں کی نام نہاد ذلت سے

راضی ہو تو مَیں سو عزتیں قربان کر دوں ۔ اس کی راہ میں مجھے ناموریوں اور عزتوں سے کوئی غرض نہیں ۔ الغرض انسان اس وقت تک اپنی زندگی کے مقصد کو نہیں پاتا۔ جب تک جھوٹی عزت کے جذبہ کو کچل کر ختم نہ کر دے۔

اسی مضمون کو ادا کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خدام کو کیا ہی ایمان افروز پیغام عمل دیا ہے:

بادشاہی کی تمنّا نہ کرو ہرگز تم

کوچۂ یارِ یگانہ کے گدا ہو سب آؤ

اسی ضمن میں یہ حقیقت افروز مقولہ ہے ۔ کہ "ہاتھ سے کام کرنا غلامی کی عادت کو دور کرتا ہے" ۔ امر واقعہ ہے۔ کہ جو قومیں ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھتی ہیں ۔ وہ بالآخر نکمی ہو کر ذلیل ہو جاتی ہیں۔ اور دوسروں کی غلام بنا دی جاتی ہیں ۔!

جو لوگ اپنی ذات کے لئے اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں ذلّت محسوس کرتے ہیں ۔ پھر وہ غلامی میں دوسروں کے لئے کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔!

یہ کتنا خیال افروز قرآنی حکمت کا آئینہ دار فقرہ ہے کہ ۔ "خدا تعالےٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں" ۔ اللہ تعالےٰ کی مدد و نصرت کو جذب کرنے کا یہ کتنا عمدہ اور آسان گُر ہے ۔ کہ پیش آمدہ مشکلات پر قابو پا کر اپنی ذات کے لئے خود ترقی کے سامان پیدا کئے جائیں ۔ اور دوسروں کا دستِ نگر ہو کر نہ بیٹھا جائے ۔ اسی صورت میں نصرت الٰہی شامل حال ہو کر فائز و کامران کر دیتی ہے ۔!

ہمارے ہاں اسی "نکمے" پن کے پیشِ نظر پیشوں اور کاموں میں اُونچ نیچ کا سوال پیدا ہُوا ۔ کہ فلاں پیشے اور کام والا بڑا ہے۔ اور فلاں کام والا چھوٹا ہے ۔ حالانکہ ہاتھ سے کیا جانے والا کوئی بھی جائز کام حقیر نہیں ۔ یہ خیال قومی ترقی میں بہت بڑی روک ہے ۔ اسے دُور کئے بغیر قومی عروج کی راہیں ہموار نہیں ہو سکتیں۔

آج دنیاوی قوموں کی ترقی اسی امر کی رہین منّت ہے ۔ کہ انہوں نے کسی کام کو بنظرِ استحقار نہیں دیکھا ۔ اور اپنی قوم کے عروج کے لئے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا۔ یورپین اقوام ہیں اور اسی طرح ایشیا میں جاپان ہے ۔ اور حال ہی میں چین کی نمایاں مثال ہے۔ جس کی ترقی نے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ ان کی اس ترقی کا راز بھی جذبۂ وقارِ عمل ہے۔ چین سے ایک پاکستانی طالب علم کا آمدہ خط جو رسالہ اردو ڈائجسٹ میں چھپا ہے کا ایک اقتباس پیش ہے :۔

"یہاں چپڑاسی۔ نوکر چاکر اور خدمت گزار کا تصوّر ہی ناممکن ہے ۔ خود ہمارے ادارے میں بھنگی ہے نہ صفائی کرنیوالا۔ جن ہوسٹلوں میں چینی لڑکے رہتے ہیں۔ وہاں صفائی کا کام خود کیا جاتا ہے ۔ البتہ ہمارے ہوسٹل میں چینی طالب علم اور چوکیدار وغیرہ صفائی کرتے ہیں ۔ یہ بھی محض اس لئے ہے کہ چینی لوگ غیر ملکی خصوصًا پاکستانیوں کا خاص خیال رکھتے ہیں ۔ اور محبّت اور تواضع کی وجہ سے ان کا کام بھی خود کرتے ہیں۔ ہمارے ادارے میں ڈین اور پرنسپل سے لے کر چپڑاسی تک سب کے لئے لازمی ہے کہ

ہفتہ میں ایک دن جسمانی کام کریں۔
بارہا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ڈین
صاحب کچن میں باورچیوں کا لباس پہنے
پلیٹیں صاف کر رہے ہیں۔ یا پرنسپل کرڈن
کی صفائی کر رہے ہیں۔ سکولوں کالجوں
کے تمام طلبہ ہفتہ میں ایک روز ملوں اور
کارخانوں میں جا کر مزدوروں کے ساتھ
کام کرتے ہیں۔ میں نے اس اُصول کی
وجہ دریافت کی تو بتایا گیا۔ یہ اس لئے
ہے کہ کوئی طالب علم یہ نہ سمجھے کہ وہ گریجویٹ
ہے اور دوسروں سے بڑا ہے۔ بڑے
لوگوں سے اس لئے کام کرایا جاتا ہے کہ
چھوٹے لوگوں میں اپنے حقیر ہونے کا
احساس پیدا نہ ہو"۔ !!!

حقیقت ہے کہ اسلام سے بڑھکر کسی مذہب یا تحریک
نے ہاتھ سے کام کرنے اور دوسروں پہ بار بننے سے مناہی پر
ایسا زور نہیں دیا۔ محسنِ اسلام نبیٔ پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کا جو اسلامی احکام کی عملی تصویر تھے۔
کمزوروں کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لینا (بلا تفریقِ دشمن و
دوست)۔ اپنے جوتے خود مرمت کر لینا اور کپڑے
خود دھو لینا اور پھٹے ہوئے سی کر پہن لینا۔ بکریوں
کا دودھ خود دوہ لینا۔ برتن صاف کر لینا۔ جنگِ
احزاب میں خندق کھودنا اور مٹی کے ٹوکرے بھر بھر کر
سر پر اُٹھانا۔ یہ سب مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ
اپنے متبعین کی زندگیوں کو کس رنگ میں ڈھالنا چاہتے
تھے۔ !

آپ کے صحابہؓ جو قبل ازیں جامد و ساکت زندگیوں
کے عادی تھے۔ اور جن کی زندگی کا کوئی مقصد معیّن نہ تھا
اور بے عملی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے تھے۔
رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل نمونہ کی وجہ سے
اُن میں ایسی روحِ عمل پھونکی گئی کہ وہ عملِ پیہم کی مجسم
تصویر بن گئے۔ وہ جمود کی اتھاہ گہرائیوں سے اُٹھے
اور عمل کی اوجِ ثریا میں پرواز کرنے لگے۔ وہ ایک
آندھی کی طرح نکلے اور ایک رحمت کے بادل کی طرح
برسے اور یقین و عمل سے خطۂ عالم کو سرسبز و شاداب
بنا گئے۔

ایک مومن کا جذبۂ عمل اپنی ذات کے لئے یا قوم و
ملک کے لئے ہو یا پوری انسانیت کے لئے ہو اس
کی روحِ رواں "رضائے الٰہی" کا حصول ہے۔

آج ایک احمدی کے سامنے غلبۂ اسلام اور قیامِ
توحید کے لئے ذمہ داریوں کے پہاڑ کھڑے ہیں۔
حصولِ مقصد کے لئے اسے کہیں اپنی ذات کے لئے
وقارِ عمل کرنا ہے۔ اور کہیں قوم و ملک کے لئے
اور بعض وقارِ عمل اسے پوری انسانیت کے لئے
کرنے پڑیں گے۔

اے مرے فرہاد رکھ دے کاٹ کر کوہ و جبل
تیرا فرضِ اوّلیں لانا ہے جوئے شیر کا
(مصلح موعودؓ)

اے وہ خادمِ احمدیت! جس نے غلبۂ اسلام کے لئے قسم
کھا رکھی ہے۔ دیکھ ایک سچے خادم کی حیثیت سے اسکی
بجا آوری کی کس حد تک صلاحیتیں تم نے پیدا کی ہیں۔
آ کہ تجھے میں ایک پیمانہ بتاؤں۔ حضرت المصلح الموعود
رضی اللہ تعالےٰ کے درج ذیل عظیم استفسار کی روشنی
میں خود کو ماپ کر اندازہ کر لے۔ کہ اس وقت تو کس مقام پر ہے؟

اور تجھے کیا بننا ہے۔

"آپ کی تلاش ہے"

(۱) کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں ۔۔ ؟

(۲) کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں۔ اتنا کہ کسی صورت میں جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں ۔۔ ؟

(۳) کیا آپ "جھوٹی عزت" کے جذبات سے پاک ہیں۔ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے بازاروں میں اعلان کر سکتے ہیں سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔ ۔ ؟

(۴) کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں۔ جس کے معنے ہوتے ہیں (ا) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) اور دنوں کسی سے بات نہ کرنا۔۔ ؟

(۵) کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے بوجھ اٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ اور دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں دنوں ہفتوں مہینوں ۔۔ ؟

(۶) کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا ہی پسند نہیں کرتے۔ وہ پہاڑوں کے کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس طرح کے لئے تیار ہو سکتے ہیں ۔۔ ؟

(۷) کیا آپ با ہمت ہے کہ سب دنیا کہے "نہیں" اور آپ کہیں "ہاں"۔ اور آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں۔ اور آپ سنجیدگی کو قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں کہ ٹھہر تو جا کہ ہم تمہیں ماریں گے۔ اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے۔ اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں کہ مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں۔ کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر آپ سب سے منوالیں۔ کیونکہ آپ سچے ہیں ۔۔ ؟

(۸) آپ نہ کہتے ہوں کہ ہم نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام بنا دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں۔ جو محنت کرتا ہے۔ کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔ اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ بننے اور اچھا تاجر بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔!!!

۔۔ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو دیر سے آپ کی تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو۔ اپنے صوبہ میں۔ اپنے شہر میں۔ اپنے محلہ میں۔ اپنے گھر میں۔ اپنے دل میں۔ کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے۔ اس کے خون سے دوبارہ سرسبز ہوگا!!!

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(المصلح الموعودؓ)

رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

بے پناہ دولت اور بے پناہ سخاوت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دس صحابہ میں سے ایک تھے جنہیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے اور قبل از اسلام بھی وہ اپنی پاکیزگی و کردار اور حسن معاملگی کی بناء پر سارے عرب میں مشہور تھے۔

جب اسلام کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو آپ کے دوست تھے۔ اسلام کی تعلیمات سے روشناس کیا تو آپ فوری طور پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالعزیٰ کی بجائے عبدالرحمٰن رکھا اور اس طرح آپ نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ حاصل کی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان مسلمانوں میں تھے جنہوں نے اپنا گھر بار اور تمام دنیاوی ساز و سامان اسلام کے لئے چھوڑ دیا۔ اور حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ حبشہ سے مدینہ چلے آئے۔ جہاں پیغمبر اسلام پہلے ہی ہجرت کر کے پہنچ چکے ہیں۔

مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ کی امیر ترین شخصیت حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی قرار دیئے گئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام مال و اسباب آپ کے سامنے لاکر رکھدیا اور کہا کہ اس میں سے نصف آپ قبول کر لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جذبۂ اخوت کی تعریف کی اور کہا کہ وہ مال دینے کی بجائے انہیں بازار کا راستہ دکھا دیں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انتہائی قلیل رقم سے تجارت شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں آپ نہ صرف باعزت زندگی حاصل کرنے لگے۔ آپ نے مدینہ ہی میں شادی کی اور اپنے ہی خرچ پر آباد ہو گئے۔

مدینہ کی زندگی مسلمانوں کے لئے مستقل امن و سکون کا باعث نہیں ہو سکی۔ کیونکہ کفار مسلمانوں کے خلاف مسلسل ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے اور پھر بدر کا معرکہ پیش آیا جس میں مسلمان فتحیاب ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غزوۂ بدر میں بے پناہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ جنگ کی اور کفار کو پسپا کرنے میں اہم کردار

سرانجام دیا۔

غزوۂ بدر کے ایک سال بعد ہی اُحد کا معرکہ پیش آیا۔ جس میں مسلمانوں کی غلطی سے یقینی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ مجاہدین منتشر ہو گئے اس افراتفری کی حالت میں عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان چند صحابہ میں سے ایک تھے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد رہے اور کفار کے ہر وار کو مردانہ وار روکتے رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تیروں کی بوچھاڑ میں جس طرح اپنے آپ کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ڈھال بنائے رکھا۔ اور ان پر ہونے والے ہر حملہ کو لپ پا کرتے رہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشنودی کا اظہار کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر جاں نثار صحابہ کی پامردی اور استقلال سے یہ شکست پھر فتح میں تبدیل ہو گئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عسکری تدبر پر آنحضرتؐ کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ آپ کو اکثر اوقات اہم مہمات کی رہنمائی سونپتے۔ چنانچہ دومۃ الجندل کی طرف بنو کلب کی تسخیر کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تدبر فہم و فراست کی بدولت ایک تیر بھی چلائے بغیر بنو کلب نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے۔ بلکہ پورے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔

سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی آپ کی فہم و فراست اور شجاعت سے اسلام کو بڑا فائدہ پہنچا۔ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پارسی غلام کے خنجر سے زخمی ہونے کے بعد اور وفات سے قبل جن چھ افراد میں سے اپنا جانشین مقرر کرنے کی وصیت کی تھی۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تین افراد میں شامل تھے جنہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کرنے کے اختیارات دیئے گئے اور آپ نے بڑے غور و فکر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے تاجر تھے۔ بعد میں انہوں نے کاشت کاری بھی شروع کر دی۔ ان کی اراضی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی اراضی میں آبپاشی کے لئے بیس اونٹ استعمال کئے جاتے تھے۔ ان کی دولت کا بیشتر حصہ اسلام کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ وہ بڑی فیاضی کے ساتھ غریبوں کی امداد کرتے اور غلاموں کو آزاد کرتے تھے۔ انہوں نے کم از کم تین ہزار سے زیادہ غلاموں اور ان کے اہل خاندان کو آزاد کیا۔ ایک موقع پر جہاد کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا تھا۔ آپ نے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ بطور عطیہ دیئے۔ اسی طرح ایک اور مرتبہ جب مدینہ میں سخت قحط پڑا تو شام سے گندم سے لدے سات سو اونٹوں کا ایک قافلہ جب مدینہ آیا۔ تو آپ نے اونٹوں سمیت سارا گندم اہل مدینہ کو مفت دے دی۔ لیکن ان کی اس بے پناہ فیاضی کے باوجود ان کی دولت میں کمی نہیں آئی۔ جب انہوں نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ تو ان کے وارثوں میں دولت تقسیم کرنے کے لئے سونے کو کلہاڑیوں سے توڑا گیا۔ تین لاکھ بیس ہزار دینار ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں آئے اور یہ ان کی جائیداد کا صرف آٹھواں حصہ تھے۔

لیکن ان تمام فیاضیوں اور سخاوت کے باوجود آپ

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب ربوہ

وقفِ عارضی کی بابرکت تحریک

ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفۂ وقت کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے کیونکہ جسے خدا تعالیٰ خود اپنے ہاتھ سے خلیفہ بناتا ہے پھر اس کی ہر قدم پر رہنمائی بھی خود فرماتا ہے اور مختلف اوقات میں زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق اس کے دل میں نیک تحریکات القا فرماتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت کی قبا پہننے کے بعد اب تک متعدد نیک تحریکات جماعت کے سامنے رکھی ہیں ان میں سے جس تحریک کا خاکسار ذکر کرے گا وہ ہے تحریک وقفِ عارضی۔ یہ تحریک حضور نے جماعت کے سامنے رکھی اور فرمایا کہ مجھے کم از کم پانچہزار ایسے واقفین چاہئیں جو دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک اپنے خرچ پر مختلف جماعتوں میں جا کر رہیں اور وہاں پر جماعت میں تعلیم القرآن کا انتظام کریں اور جماعت کے دوستوں کی تربیت کا کام کرنے کے علاوہ دوسرے لوگوں کو پیغام حق بھی پہنچائیں۔ حضور کی اس تحریک پر ہزاروں افراد نے دیوانہ وار اپنے نام پیش کئے اور اس خدمت کو بڑے شوق سے ادا کیا۔ اس تحریک کے نتیجہ میں وہ جماعتیں جو سست اور کمزور ہو چکی تھیں ان میں زندگی کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے اور جب یکے بعد دیگرے ان میں واقفین عارضی کے وفود جانے لگے تو ان جماعتوں میں ایک زبردست تبدیلی پیدا ہو گئی اور جماعت کے دوستوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وقفِ عارضی کی تحریک کے ذریعہ سے جماعتیں بیدار ہو رہی ہیں اور ان میں زندگی کی روح پیدا ہو گئی ہے نیز اس تحریک کا ایک یہ فائدہ بھی ہوا۔ کہ جو دوست وقفِ عارضی پر گئے۔ انہیں پندرہ دن تک جماعت کی تربیت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا محاسبہ کا بھی موقعہ ملا۔ ذکر الٰہی درود شریف اور کثرت سے دعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کے نتیجہ میں واقفین عارضی نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو نازل ہوتے دیکھا۔ اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محسوس کی اور نمازوں اور عبادات میں لذت و سرور اور حضورِ قلب انہیں عطا ہوا۔

غرض یہ تحریک بڑی ہی بابرکت اور نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہے۔ لیکن ابھی تک جماعت کے بعض دوستوں نے اس تحریک کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ اور اس بابرکت تحریک میں شمولیت کی سعادت سے محروم ہیں۔ میں اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اب تیسری بار اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ عارضی پر جا رہا ہوں۔ گو میرا علم کم ہے۔ اور ویسے بھی دینی واقفیت پر عبور نہیں رکھتا لیکن جب بھی میں وقفِ عارضی پر گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر ہر بار دل نے یہی ارادہ کیا اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ انشاء اللہ آئندہ سال بھی ضرور دو ہفتے وقف کروں گا۔

میں تجارت کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں تاجروں کے لئے دنیا کے دھندوں سے اتنے دنوں کے لئے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن وقفِ عارضی کی برکات نے مجھ پر ایسا جادو کیا ہے۔ کہ میں مجبور ہوں کہ ہر سال ہی کم از کم دو ہفتے وقف کر کے اس کی رحمتوں اور برکتوں اور اس کے انوار کا مشاہدہ کروں۔ پس میرے وہ نوجوان بھائی جو ابھی تک کسی وجہ سے اس تحریک میں شامل نہیں ہو سکے۔ آگے آئیں اور لبیک لبیک یا امیر المومنین لبیک کہتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں اپنے نام پیش کر دیں۔ اور ان انوار و برکات کا خود مشاہدہ کریں جو اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

چند مفید حوالے

(کتاب مرأۃ الانساب مرتبہ محمد ضیاء الدین صاحب علوی وکیل امروہی۔ مطبوعہ ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء از کاخ واجدی سوائی جے پور۔ حجم کتاب ۱۸۸ صفحات بڑی تقطیع کے چند حوالے بغرض اشاعت ارسال ہیں۔

قریشی محمد حنیف قمر علوی از نیو میرپور)

(۱) "عمران کے دو بیٹے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون لکھے ہیں۔ اور درمیان میں ایک بہن لکھی ہے جس کا نام مریم ہے۔ (قمر۔ مرتب) ص ۸۵

(۲) حضرت زکریا شریعت موسوی پر تھے ص ۹۸ اسی طرح حضرت ذوالکفل بھی شریعت موسوی پر تھے۔ ص ۷۷

(۳) "حضرت حکی حجائی علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل سے ہیں۔ حکی حجائی علیہ السلام کا سنہ ۹۰۰ ھ ہبوط میں ظہور ہوا۔ (حکی حجائی یعنی جمع کردہ)" ص ۱۰۱

(۴) "بعض اشخاص جن کو تحقیق سے سروکار نہیں۔ یہ لکھتے ہیں۔ کہ افغان۔ جنّ کی اولاد ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔ بعد سلطنت سلیمان۔ بنی اسرائیل میں تفرقہ کی وجہ سے تباہی ہوئی۔ اور بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے سب کو جلا وطن کر دیا جس کو جس طرف موقعہ ملا۔ چلا گیا۔ افغنہ کی اولاد سے بھی کچھ لوگ مکہ مکرمہ بلاد عربیہ میں چلے آئے یہاں پر تنگی کی وجہ سے ایک گروہ نواح ہندوستان میں گذرتا ہوا مسکن کی تلاش میں کوہ سلیمان ممالک افغانستان میں آباد ہوا۔ ایک عرصہ کے بعد جب نور محمدی روحی فداہ سے عالم منور ہو گیا تو چند اشخاص اس گروہ کے مشرف باسلام ہوئے۔" ص ۱۰۹

(۵) اور افغانان کے بنی اسرائیل ہونے میں کوئی شک نہیں۔" ص ۱۱۳

(۶) "اور یلدوز نے بناد دولت مغلیہ کو مستحکم کیا۔ اس کے بیٹے جونیہ بہادر کی لڑکی النقوا کی نسبت لکھتے ہیں کہ "بوز نجر قان" اس کے بے باپ القاء نور سے پیدا ہوا... ... "ایجل نویان" بحیثیت سپہ سالاری ہلاکو خان کے ساتھ ایران آیا۔ اور یہاں کی زمام عقد وحل اس کے ہاتھ میں رہی۔ اور مشرف باسلام ہوا۔ اس کی اولاد میں امیر طراغائے حضرت شیخ شمس الدین کلانؒ سے فیضیاب ہوا۔ تیمور گورگان اس کا بیٹا شہر سبز ایران میں پیدا ہوا۔" ص ۱۳۵

(۷) "حام (پسر نوحؑ) کے بیٹوں کے نام۔ ہند۔ سند کنعان وغیرہ۔ ص ۱۳۱

(۸) "یافث (ابن نوحؑ) کے بیٹوں کے نام۔ روس۔ یونان چین۔" ص ۱۳۱

(۹) "سام (پسر نوحؑ) کے نام۔ فارس۔ عوص۔ ارن یا ایران ارمن (آرمینیہ) ص ۱۳۶

(۱۰) "امام بخاری نے بروایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کی ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے منذر حاکم بحرین کے واسطے سے خسرو پرویز بن ہرمز کو فرمان عالی بھیجا اس نے پڑھ کر چاک کر ڈالا حضور روحی فداہ نے اس کیلئے بددعا کی کہ یہ سلطنت متفرق ہو جاوے ہر تفرقہ سے۔

چنانچہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اسی حالت میں پرویز چھ مہینے زندہ رہا۔ جب حیات سے اس کو مایوسی ہوئی تو اپنے دواخانہ سے ایک ڈبیہ زہر کی نکالی اور اس پر لکھدیا کہ یہ دوا نافع جماع ہے

عمر کے لمحوں کو ارزاں نہ سمجھ

عظمتِ رُوح کو ارزاں نہ سمجھ
دوست یہ مرحلہ آساں نہ سمجھ

گلشنِ زیست میں کانٹوں کو بھی دیکھ
زندگی کو گُلِ خنداں نہ سمجھ

چاند تاروں کی دلآویزی کو
دل کی تسکین کا ساماں نہ سمجھ

ڈوبنے والے پلٹ کر بھی تو دیکھ
قطرۂ موج کو طوفاں نہ سمجھ

ہر بھٹکتے ہوئے بادل کو یہاں
سایۂ ابرِ بہاراں نہ سمجھ

عمر کے لمحے ہیں اک جنسِ گراں
عمر کے لمحوں کو ارزاں نہ سمجھ

عرصۂ زیست سمجھ اس کی غطا
عرصۂ زیست کو ویراں نہ سمجھ

(عبد السلام اختر ایم۔ اے)

اِسلامی تعلیمات کی فضیلت

اِسلام قبول کرنے کا ایک دلچسپ واقعہ

ایک انگریز سیاح نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

وہ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے:۔

مَیں اپنے ترجمان کے ہمراہ بھارت کے دیہاتی علاقوں کا دورہ کر رہا تھا۔ یہ فصلوں کی کٹائی کا موسم تھا۔ موسم نہایت گرم ہو جانے کی وجہ سے اثنائے سفر میں مجھے پیاس لگی۔ میرے بھارتی ترجمان نے پانی کی تلاش کی۔ مگر وہاں قریب کوئی کنواں وغیرہ نہ تھا۔ پیاس کی شدت بڑھ رہی تھی۔ مجبوراً ترجمان نے قریب کے کھیت میں جاکر ایک بوڑھے کسان سے پانی درخواست کی۔ بوڑھے کسان نے میری طرف دیکھکر کہا۔ کہ "پانی حاضر ہے" ہم چند ہی منٹ میں کسان کے پاس ایک درخت کے نیچے پہنچ گئے۔ درخت پر ایک مٹی کا بدھنا رسی سے بندھا تھا۔ کسان نے درخت سے بدھنا اتارا۔ اور ترجمان کے ساتھ کچھ گفتگو کی۔ مَیں نے قرائن سے سمجھا کہ کسان کے پاس گلاس نہیں ہے۔ ترجمان نے میرے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر ایک پیالہ سا بنایا۔ اور مجھ سے بھی ایسا ہی پیالہ بنانے کو کہا۔ میں نے بھی اسی طرح ہاتھ جوڑ کر پیالہ بنایا۔ اور پانی پیا۔ پھر مٹی کا بدھنا کسان کو واپس کر دیا۔ ابھی ہم چند قدم واپس ہی چلے تھے۔ کہ ایک دھماکہ سنائی دیا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو کسان کی عورت نے وہی مٹی کا بدھنا زمین پر پھینک کر چکنا چور کر دیا۔ اور اپنے خاوند سے بُری طرح غصہ میں باتیں کر رہی تھی۔ ترجمان نے بتایا۔ کہ کسان عورت نے اس وجہ سے بدھنا توڑ دیا ہے کہ ایک غیر ہندو یعنی میں نے بدھنے کو ہاتھ لگا کر ناپاک کر دیا تھا۔ میری سمجھ میں نہ آسکا کہ ایک انسان اپنے ہی جیسے دوسرے انسان کو کس طرح ناپاک قرار دے سکتا ہے

ابھی سفر باقی تھا۔ گرمی نہایت سخت اور لُو کے ساتھ تھی۔ ہمارے جسم پسینے سے شرابور ہو رہے تھے پیاس کی شدت سے میرا حلق خشک ہو گیا تھا۔ ترجمان سے پانی کی خواہش کی۔ اور ترجمان پھر پانی کی تلاش میں ایک کھیت پر گیا۔ واپس آکر مجھے اسی کھیت پر لے گیا۔ جہاں پر ایک کسان نے خندہ پیشانی کے ساتھ میرا استقبال کیا۔ اور ایک مٹی کا ڈول جس میں ٹھنڈا پانی تھا ہمارے پاس لے آیا۔ میں نے ڈول کو دیکھتے ہی حسب سابق ہاتھ جوڑ کر ایک پیالہ سا بنا لیا۔ اور انہیں منہ کے ساتھ لگا لیا۔ جب کسان نے مجھے اس شکل میں دیکھا۔ تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اور میرے ترجمان سے کچھ باتیں کیں اور ڈول میرے ہاتھ میں دے دیا۔ ترجمان نے کہا۔ کہ کسان کی خواہش ہے کہ آپ منہ لگا کر تسلی سے پانی پئیں مجھے ان الفاظ سے بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے برتن کو منہ لگا کر پانی پی لیا۔ اور ڈاک بنگلہ کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ مَیں چند قدم چلتا تھا اور پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا تھا کہ اس کسان کی بھی عورت غصہ میں آکر ڈول توڑ ڈالے گی۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب مَیں نے دیکھا کہ اس کسان

کی عورت بالکل خاموش اپنے کام میں مشغول تھی۔ کسان نے ڈول کو درخت کی شاخ سے لٹکایا۔ اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ مَیں نے کسان کے اس طرزِ عمل کو سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن دماغ فیصلہ نہ دے سکا۔ تو مَیں نے ترجمان سے معلوم کیا۔

"اس مرتبہ اس کسان کی بیوی نے برتن نہیں توڑا۔ حالانکہ مَیں اسے منہ بھی لگا چکا تھا"۔

"یہ دوسرا کسان مسلمان ہے۔ یہ برتن نہیں توڑیگا یہ پہلے کسان سے مختلف ہے اور اس کا مذہب اسلام ہے"۔ یہ تھا میرے ترجمان کا جواب۔ مجھے اس پر سخت حیرت ہوئی۔ یہ بڑی ہی عجیب بات ہے۔ یہ تو میرے لئے ایک معجزہ کی بات ہے۔ کہ ایک نسل اور ایک وطن کے لوگوں میں اس قدر فرق پیدا ہو جائے۔ مَیں تو حیران رہ گیا ہوں کہ اسلام نے ہندوستان کی کیسی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔

مَیں یہ بھی سوچتا تھا۔ کہ انگریزوں کی دو سو سالہ حکومت نے اس ملک کے کسی بھی باشندے میں وہ انقلاب پیدا نہیں کیا۔ جو کسی غیر مسلم کے مسلمان ہو جانے کے صرف ایک منٹ میں اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ ہند کے عوام چھوت چھات میں جکڑے ہوئے ہیں۔ وہ کتنے ہی مہذب اور تعلیم یافتہ ہو جائیں۔ وہ اتنا بھی تبدیل نہیں ہوتے سوائے اسلام کے کوئی اور تہذیب ان کی ذہنیت کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اسلام کا ضرور مطالعہ کروں گا۔ اور خوش قسمتی سے مصر کے بحری سفر میں قرآن کریم کا مطالعہ کیا۔ اور آج ہی مَیں مسلمان ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام انسانی مساوات کا سب سے بڑا حامی ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ "زندگی" ۔ لاہور)

(بقیہ صفحہ ۲۷)

مطمئن نہ تھے۔ آپ ہر وقت خوفِ خدا سے لرزتے رہتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ روزہ افطار کرنے بیٹھے۔ تو بڑی پُر تکلف غذا دسترخوان پر رکھی گئی۔ آپ اُسے دیکھ کر رونے لگے تو گھر والوں نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب حضرت مصعبؓ بن عمیر غزوہ میں شہید ہوئے اور انہیں دفن کیا جانے لگا۔ تو مسلمانوں کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ انہیں مکمل کفن دیا جا تا۔ آج ہم ان شہیدوں کے طفیل اتنی آرام اور سکون کی زندگی گذار رہے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ساری زندگی پرہیزگاری اور سخاوت میں گذری اور جب وہ پچھتر سال کی عمر میں فوت ہوئے تو خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

بقیہ صفحہ ۲۸

نے وقفِ عارضی میں رکھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ خلیفہ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ ساری برکتیں خلافت کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔

تراشے

ذیل میں چند دلچسپ اور معلوماتی خبروں پر مشتمل اخباری تراشے درج کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ نیا سلسلہ قارئین کو پسند آئے گا۔ قارئین "خالد" بھی اسی نوعیت کے دلچسپ تراشے اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔ (ادارہ)

مستقبل میں کپڑے ویلڈنگ کے ذریعے سیئے جائینگے

کراچی ۱۱ر جولائی (اے پ) مستقبل کی گھریلو خاتون کپڑے سلائی مشین سے سینے کی بجائے ویلڈنگ مشین سے سیا کرے گی۔ یہ انکشاف مشرقی جرمنی کے مرکزی ادارہ ویلڈنگ ٹیکنالوجی کے ڈائریکٹر پروفیسر گلڈ نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس پیشگوئی کی بنیاد پلاسٹک کی وسعت پذیر صنعت اور ویلڈنگ ٹیکنالوجی کی بے پناہ ترقی ہے پروفیسر گلڈ نے بتایا کہ آئندہ دس برس میں دنیا میں پلاسٹک کی پیداوار فولاد کی پیداوار کے برابر ہو جائے گی۔ اور ویلڈنگ کے کام میں بھی ہر سال ۱۵ سے ۲۰ فیصد تک اضافہ ہوتا رہے گا۔

سؤر کا دل پیوند کر دیا گیا

کیپ ٹاؤن ۱۴ر جولائی (اے پ / رائٹر) پیوند کاری دل کے سرجن مسٹر کرسچین برنارڈ کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر ماریس برنارڈ نے ایک شخص کو سؤر کے دل کا کامیاب پیوند لگایا ہے۔ اپنی قسم کا یہ پہلا اپریشن ایک سیاہ فام کسان ولیم کومٹ پر کیا گیا۔ مریض کی حالت ابھی بہتر بتائی جاتی ہے۔

امراضِ قلب سے بچنے کا نسخہ

عالمی شہرت یافتہ امریکی ماہر قلب ڈاکٹر پال ڈڈلے وائٹ کا کہنا ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ سائیکل چلانے سے دل کی بیماریاں لاحق نہیں ہوتیں ڈاکٹر پال خود بھی اس نظریے پر عمل کرتے ہیں۔

سماعت اچانک درست ہوگئی

پورٹس ماؤتھ۔ طبی ماہرین اس بہری عورت کی تلاش میں ہیں جس کا بہرہ پن مکمل معجزاتی طور پر دور ہو گیا تھا۔ ایک روز جو کشتی میں اکیلے آسٹریلیا سے انگلستان کا سفر مکمل کر کے کل یہاں پہنچے، کے استقبال کے موقع پر یہاں آتشبازی چلائی گئی۔ اس اثناء میں ایک عورت کو زمین پر گر کر چلاتے ہوئے دیکھا گیا وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی۔ میں سن سکتی ہوں حورت

نے متحیر لوگوں کو بتایا۔ کہ اس کی سماعت ۱۹۶۱ء کی جنگ کے دوران بمباری کی وجہ سے ضائع ہوگئی تھی۔ جوا تشبازی کے دوران اچانک ٹھیک ہوگئی ڈاکٹر اس خاتون سے انٹرویو لینا چاہتے ہیں۔ مگر وہ کسی کو اپنا نام تک بتائے بغیر غائب ہوگئی ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس کی سماعت شاید کسی جذباتی صدمہ کی وجہ سے ضائع ہوگئی ہو اور اسی طریقہ سے بحال ہوئی ہو

ایک عجیب و غریب کار

دنیا کی ممتاز کار ساز کمپنی آجکل مشہور افسانہ نگار آیان فلیمنگ کی مقبول کہانی موسومہ "چیٹی چیٹی بینگ بینگ" کو فلمانے والے اطالوی فلمساز مسٹر کبی بروکلانی کے ایماء پر ایک ایسی ماڈل کار تیار کر رہی ہے جو نہ صرف شاہراہوں پر دوڑے گی بلکہ بوقت ضرورت زمین سے اٹھکر فضا میں اُڑنے لگے گی یہی نہیں شدید خطرہ پیش آنے پر وہ فضا سے سیدھی سمندر کی جانب پرواز کر جائیگی۔ اور بڑے مزے سے سطح سمندر پر اُتر کر تیرنے لگے گی۔ مزید ضرورت پیش آئیگی تو وہ آبدوز کی طرح سمندر میں غائب ہو جائیگی۔ کہانی کے آخر میں یہ کار موجودہ دور کی تیز رفتار کار کا روپ دھاریگی۔ اور سڑک پر چلتی ہوئی ہوا سے باتیں کرے گی۔

الفاظ کا صحیح تلفّظ

(۷)

اس کالم کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید بنانے کے لئے ادارہ خالد کو قارئین کرام کے تعاون کا انتظار ہے۔

(ادارہ)

۳۱۔ **اطاعت**۔ اطاعت کے معنی فرمانبرداری اور بات ماننے کے ہیں اس کا صحیح تلفظ اِطَاعَت ہے نہ کہ اَطَاعَت

۳۲۔ **وقت**۔ یہ ایک معروف لفظ ہے اس کو سب جانتے ہیں لیکن اس کی قدر کو بہت کم لوگ پہچانتے ہیں عام طور پر اس لفظ کو وَ قَت کہا جاتا ہے حالانکہ درست تلفظ وَقْت ہے۔

۳۳۔ **اخلاق**۔ یہ لفظ خُلق کی جمع ہے اس سے مراد نیک عادات اور طریقے ہیں۔ صحیح تعریف یہ ہے کہ انسانی قویٰ کا نیک ارادہ سے برمحل اور باموقع استعمال خُلق کہلاتا ہے۔ صحیح تلفظ اَخلاق ہے۔ بعض لوگ غلطی سے اِخلاق کہتے ہیں۔

۳۴۔ **محترم**۔ اس کے معنے ایسی چیز یا شخص کے ہیں جس کی عزت اور احترام دل میں ہو۔ جیسے محترم فلاں بزرگ صحیح تلفظ مُحْتَرَم ہے اس کو مُحْتِرَم کہنا درست نہیں ہے۔

۳۵۔ **مبارک**۔ اس کے معنے ہیں برکت والا اور وہ جس کو برکت دی گئی ہے صحیح تلفظ مُبَارَک ہے جیسے مسیح پاک علیہ السلام کا ایک شعر ہے ؎

دل ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مُبارک سُبحان مَن یَرانی

مکرم انعام الحق صاحب کوثر۔ ربوہ

دُعا کی تاثیر

"دُعا وہ اکسیر ہے جو ایک مُشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔"
(مسیح موعود علیہ السلام)

―(۲)―

قبولیت دعا کے زندہ نشانات:۔

اب یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے "اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" (سورۃ المومن آیت ۶۱) کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو کیا اس کی کوئی مثال بھی ہے چنانچہ ہمیں ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول کی۔ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے دعا کی کہ

رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
وَّارْزُقْ اَھْلَہٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۲)

کہ اے میرے رب تو اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے باشندوں کو پھلوں میں سے رزق دے۔ یہ دُعا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کی تھی جبکہ مکہ کوئی شہر نہ تھا بلکہ ایک بے آب وگیاہ اور غیر ذی زرع وادی تھی چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور اب خدا کے فضل سے تمام دنیا بھر کے میوے اور پھل آتے ہیں اور ایسا شیریں پھل دنیا بھر میں کہیں دستیاب نہیں۔ اور اس شہر کو ایسا امن والا بنایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک سے بھی پہلے دو حملے ہوئے۔ لیکن دشمنوں نے بغیر جنگ کے شکست کھائی اور اس دعا کے قبول ہونے کا اللہ تعالےٰ نے خود ثبوت مہیا کر دیا

پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا
مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ
وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ
وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ
الْحَکِیْمُ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۰)

کہ اے ہمارے اللہ تعالےٰ تو انہیں میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ان کو پاک کرے۔ یقیناً تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

پھر اس دعا کی قبولیت کے متعلق یہ فرمایا:۔

کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا
مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا
وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ
تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۲)

جس طرح ہم نے تم میں تمھیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے
جو تمھیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور تمھیں پاک
کرتا ہے۔ اور تمھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تمھیں
وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک دعا کے متعلق
قرآن کریم میں یوں آتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ
قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝
فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ
قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ
اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا
بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا
وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ
الصَّالِحِينَ (سورۃ آل عمران ۳۹، ۴۰)

تب زکریا نے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ تو اپنے حضور سے
پاک اور طیب اولاد عطا فرما۔ کیونکہ تو دعاؤں کو قبول
کرنے والا ہے۔

اس پر فرشتوں نے جبکہ وہ اپنے گھر کے بہترین حصہ
میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت
دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک بات کو پورا کرنے والا
نیز سردار اور گناہوں سے روکنے والا اور نیکیوں میں
ترقی کرکے نبی ہوگا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا انتہائی بڑھاپے
کی حالت میں کی تھی۔ جبکہ اولاد کا ہونا ناممکن تھا لیکن
اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ایک پیارا لڑکا
عطا فرمایا۔

اب ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی
طرف نظر دوڑاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپ کی زندگی
میں قبولیت دعا کے ہزار دو نہیں بلکہ لاکھوں ایسے
واقعات رونما ہوئے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں جو
کچھ ہوا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ان
دعاؤں ہی کا نتیجہ تھا۔ جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالیٰ
کے آگے آپ نے رو رو کے مانگیں اور اس قدر
عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔ کہ تمام دنیا کے رنگ
ڈھنگ کو بدل دیا۔ یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم کی دعاؤں ہی کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم کی قوتوں کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ
کرامؓ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی
کی بنی ہوئی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث
بخاری میں یوں آیا ہے کہ

"تب مکہ والوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کی شدید مخالفت کی اور بار بار عذاب کا مطالبہ کیا
تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ
ان پر بھی ویسا ہی سات سالہ قحط نازل فرما جیسا کہ
تو نے حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں کیا تھا۔ چنانچہ آپ
کی بددعا سے حجاز میں ایسا شدید قحط پڑا۔ کہ لوگوں کو

مُردار اور ہڈیاں اور چمڑے تک کھانے پڑے۔ اور انکی
صحتیں اس قدر کمزور ہو گئیں۔ کہ انہیں ہر وقت اپنی
آنکھوں کے سامنے دھواں سا نظر آتا تھا۔ اور یہ عذاب
پورے سات سال تک ممتد رہا۔ آخر لوگ رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور درخواست کی
کہ قبائل حجاز کے لئے یہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی
تکلیف کو دور کرے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور پھر
اللہ تعالےٰ نے بارشیں نازل فرمائیں۔ اور قحط دور
ہوا"۔ (بخاری جلد سوم)

اسی طرح جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام
کو یہود نامسعود نے صلیب پر چڑھانے کا ارادہ کیا۔
تو آپ نے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور رو رو کر یہ دعا کی
"ایلی ایلی لما سبقتنی" (متی ۲۷/۴۶)
اور یہی وہ دعا تھی جس کی بدولت آپ صلیب سے زندہ
اُتر آئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی
دعاؤں کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ
"میری تیس ہزار دعائیں کم از کم قبول
ہوئیں"۔ (ملفوظات جلد اوّل)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی قبولیت دعا کے
متعلق ایک واقعہ یوں ہے۔ کہ ایک دفعہ عبدالکریم نامی
ایک شخص کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ اس کو علاج کی
غرض سے کسولی بھیجا گیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے تندرست
ہو کر آگئے لیکن بعد میں دیوانگی کے آثار نمایاں ہونے
لگے۔ چنانچہ کسولی تار دیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا
کہ اب عبدالکریم کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اب ہم اس کے لئے دعا کریں گے۔
چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے لئے
دعا کی۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے بالکل تندرست
ہو گئے۔ (حالانکہ جب دیوانگی کے آثار نمودار ہو جائیں
تو پھر بچنا محال ہے) اسی لئے تو حضرت مسیح موعود
علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے
ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ اولیائے
کرام ان دنوں تک عجائب کرامات
دکھلاتے رہے اس کا اصل منبع یہی
دعا ہے"۔ (برکات الدعا ص۱۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی
دعا کے متعلق تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔
"میری ہر دعا اس طرح قبول ہوتی
ہے کہ شاید کسی اعلیٰ درجے کے شکاری
کا نشانہ بھی اس طرح نہیں لگتا"۔
(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم)

حضرت بابا غلام فرید علیہ الرحمۃ کے متعلق یوں آتا ہے
کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو انہوں نے دعا کی مگر کچھ بھی
فائدہ نظر نہ آیا۔ تب آپ نے اپنے ایک شاگرد کو جو
نہایت ہی نیک اور پارسا تھے۔ دعا کرنے کے لئے
فرمایا۔ انہوں نے بہت دعا فرمائی مگر کچھ اثر نہ پایا گیا۔
یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے
میرے خدا تو اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی

دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور صبح کے وقت ان کو کہا
کہ آج ہم نے تمہارے لئے یہ دعا مانگی ہے۔ یہ سنکر شاگرد
کے دل میں بہت ہی رقّت پیدا ہوئی۔ اور اس نے اپنے
دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لئے ایسی دعا کی ہے
تو آؤ پہلے انہی سے شروع کرو اور انہوں نے اس قدر
زور وشور سے دعا کی۔ کہ باوا غلام فریدؒ کو شفا ہوگئی۔

اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دعا کرتے
وقت دل میں ایک درد اور کرب کی حالت ہونی چاہیئے۔
کیونکہ درد اور کرب کی حالت کی دعا ضرور سنی جاتی ہے
جیسے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی حالت دیکھکر انکو
خدا تعالےٰ نے بخش دیا۔ اور اُن سے عذاب ٹل گیا۔ اسکی
وجہ یہی تھی کہ وہ سب اکٹھے ہو کر خدا تعالےٰ کے حضور جھک
گئے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

" جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔
ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اس کے سوا
اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں "
(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۵)

پھر ایک جگہ فرمایا۔

" دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو
کیمیا کر دیتی ہے وہ ایک پانی ہے۔ جو
اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے "
(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔

" جب صبر اور صدق سے دعا انتہاء کو پہنچے تو قبول
ہو جاتی ہے۔ (بحوالہ حضرت مسیح موعودؑ۔ ملفوظات جلد نہم ص۳)

دُعا کی حقیقت :۔

دعا کی قبولیت سے یہ مراد نہیں کہ انسان جو دعا
کرتا ہے۔ اور جس حالت میں بھی کرتا ہے وہ اسی وقت اور
اسی حالت میں قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بعض دعائیں بظاہر
خطا بھی جاتی ہیں۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ ہم دیکھتے
ہیں۔ کہ بعض دفعہ دوائیں بھی بیکار جاتی ہیں اسی طرح
بعض دعائیں کبھی خطا بھی جاتی ہیں اس لئے یہاں یہ بیان
کرنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ نے انسان کو اپنی ذات
کا یقین دلانے اور اپنی طرف کھینچنے کے لئے دعا کا دروازہ
کھولا ہے اور یہ دروازہ ہر مذہب وملت سے تعلق رکھنے
والے کے لئے یکساں طور پر کھلا ہے۔ کسی مذہب سے تعلق
رکھنے والا انسان اگر مضطر ہو کر پکارے گا۔ تو اللہ تعالیٰ
اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے گا۔ اور اس کے لئے
آسائش اور خوشحالی کا راستہ کھول دیگا۔ اور اس کی
مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان
دکھ درد اور تکلیف کے وقت خدا تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو۔
کیونکہ وہی مجیب الدعوات ہے اسی لئے فرمایا۔ اُجِیْبُ
دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (الخ)

خدا تعالےٰ کے نیک اور پیارے بندے تو اس
ہستی ہی سے مانگتے ہیں۔ مگر مشرک اور کافر بتوں، پتھروں
اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتے ہیں۔ لیکن مومن کا یہ شیوہ نہیں
کہ وہ غیر اللہ کی طرف جھکے۔ بلکہ ایک عارف باللہ اور خدا
کا عاشق صادق اپنے رب کے حضور یوں گویا ہوتا ہے۔
جیسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے منظوم کلام میں
فرماتے ہیں۔ ؎

مَیں ترا در چھوڑ کر جاؤں کہاں؟
چینِ دل آرامِ جاں پاؤں کہاں؟
تیرے آگے ہاتھ پھیلاؤں نہ گر
کس کے آگے اور پھیلاؤں کہاں؟

(کلامِ محمود صفحہ ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعا کی تاثیر کے متعلق فرماتے ہیں :

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تو تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجیب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی ہیں۔"

(برکات الدعا صفحہ ۶-۷)

خلاصۂ کلام :-

یہ کہ جب ایک سالکِ راہ خدا اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کی چھری کے نیچے رکھ کر کلیۃً ہوا و ہوس کو ترک کرتے ہوئے دعا کرتا ہے۔ تو انوارِ قدسیہ کی الٰہی تجلی اس کو اپنے اندر اس طرح ڈھانپ لیتی ہے کہ اس کا وجود خدا تعالیٰ کی تجلیات کا زندہ و تابندہ نشان بن جاتا ہے۔ تو اس وقت اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں اور یہی "دعا کی تاثیر" ہے۔ اور اس پر تمام انبیاء و اولیائے کرام شاہد ہیں۔ بلکہ دعا کی قبولیت ہی تو انبیاء کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان اور کامیابی کا راز ہے ؎

مایوس کبھی تیرے سوالی نہیں پھرتے
بندے تیری درگاہ سے خالی نہیں پھرتے

(دُرِّ عدن صفحہ ۴۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؏

مُفید معلُومات

جب ہم اخبار میں خبروں کا مطالعہ کرتے ہیں تو خبروں کے شروع یا آخر پر مختلف الفاظ لکھے ہوتے ہیں ان سے مراد مختلف خبر رساں ایجنسیاں ہوتی ہیں ان میں سے چند ایک یہاں درج کی جاتی ہیں۔

ا۔پ۔پ	ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان
ا۔ف۔پ	ایجنسی فرانس پریس
پ۔پ۔ا	پاکستان پریس ایسوسی ایشن
ا۔س	آل انڈیا ریڈیو
ر۔پ	ریڈیو پاکستان
ا۔ن۔س	انٹرنیشنل نیوز سروس
ی۔پ۔پ	یونائیٹڈ پریس آف پاکستان
ن۔چ۔ن۔ا	نیو چائنا نیوز ایجنسی
ا۔پ۔ا	ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ
ی۔پ۔ا	یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل

(ملک انتدار حسین فیکٹری ایریا - ربوہ)

ادب پارہ

عالم کون ہے؟

"اس دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں، جسے عقل کل" کہا جاسکے۔ یا جو دعویٰ کرسکے۔ کہ میں عقل و دانش کا مجسمہ ہوں۔ اور ع

مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔

انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ وہ کتنا ہی فہیم و دانا کیوں نہ ہو۔ کبھی نہ کبھی غلطی یا حماقت کر بیٹھتا ہے۔ اور یوں اپنے انسان ہونے کا ایک ثبوت فراہم کر دیتا ہے۔ رہا علم تو صاحب! اس کا کوئی انت نہیں۔ یہ کلیہ آج کے زمانے میں تو اور بھی صادق آتا ہے کہ علم کی طنابیں اس تیزی سے وسیع ہو رہی ہیں کہ بڑے بڑے عالم اور فاضل لوگ حیران و ششدر ہیں۔ کہ علم پر کامل عبور کیسے حاصل کریں۔ وہ دن لد گئے جب کوئی شخص بہت سے علوم پر بیک وقت حاوی ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ پہلے زیادہ لائق لوگ جنم لیتے تھے۔ اور آج کے لوگ نالائق ہیں بات یہ ہے کہ علم کی ہر شاخ برگ و بار لا رہی ہے۔ اور شاخ در شاخ نئے علوم جنم لے رہے ہیں۔ ایسے میں اس بات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ کوئی مائی کا لال تمام علوم میں دسترس رکھے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا۔ کہ اس دور میں کوئی ایسا عالم بھی موجود نہیں جو علم کے کسی ایک شعبے پر کامل عبور کا دعویٰ کر سکے۔ لوگ کہتے ہیں یہ ہمہ گیر علم کا دور نہیں۔ تخصص کا دور ہے۔ میں کہتا ہوں تخصص بھی علم کے کسی ایک شعبے میں نہیں۔ اس شعبے کی ایک چھوٹی سی شاخ میں ممکن ہے اور اس میں بھی کسی کا ارشاد حرف آخر کی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دوسروں نے بھی اس میں تخصص کا درجہ حاصل کر رکھا ہو۔ اور زیادہ کھوج اور کرید سے حقائق دریافت کر لئے ہوں۔ میرے نزدیک کیا عالم، کیا فاضل اور کیا متخصصین، اور کیا محقق اور کیا مورخ سبھی طالب علم ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس نے حصول علم میں کمال پیدا کر لیا ہے۔ یا اس کا فرمایا ہوا مستند اور حرف آخر ہے۔ وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ جاہل عربی کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے "بے خبر"۔ جس کو اتنی خبر نہیں کہ علم کوئی جامد چیز نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر لمحہ پھلتی پھولتی رہتی ہے۔ اس کے جاہل ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ عالم اور جاہل میں ایک ہی تو فرق ہے۔ کہ عالم ہمیشہ علم کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ اس کی پیاس کبھی بجھنے ہی نہیں آتی لیکن جاہل علم کی ضرورت سے بے خبر ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ اسے معلوم ہے۔ وہی کافی ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عالم بنائے جاہل نہ بنائے۔ اور عالم بننے کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہمیشہ طالب علم سمجھیں۔"

تحریر عبدالسلام خورشید

مرسلہ: منور احمد قاسم۔ ربوہ

تحریک جدید کا پہلا مطالبہ ــــ سادہ زندگی

ـــ (مکرم عبدالرشید صاحب غنی ایم۔ ایس۔ سی۔ مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ مرکزیہ) ـــ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے تحت جماعت کے سامنے ستائیس مطالبات پیش فرمائے جن میں پہلا مطالبہ جماعت سے سادہ زندگی اختیار کرنے کے بارے میں ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ جماعت کو اس راہ پر چلاؤں جو صحابہؓ کی تھی اور انکو سادہ زندگی کی عادت ڈالوں مغربی تمدن کے اثرات اور مشرقی تمدن کے گندے اثرات سے بھی انکو علیحدہ رکھوں .... اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک راستہ بتادیا ہے جسے ہم بیس سال میں معلوم نہ کرسکے۔ وہ ایک دم بتادیا۔" (خطبہ جمعہ، اپریل ۱۹۳۶ء)

ہم سب جانتے ہیں کہ تحریک جدید جماعت سے ایک عظیم الشان قربانی چاہتی ہے وہ قربانی جان سے تعلق رکھتی ہے مال سے تعلق رکھتی ہے اور مستقل ہونے کی وجہ سے یہ قربانی موجودہ اور آئندہ آنیوالی نسلوں سے بھی تعلق رکھتی ہے اس عظیم الشان قربانی کی توفیق حاصل کرنے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ہماری رہنمائی اس طرح فرمائی ہے کہ ہم سب سادہ زندگی گذارنے والے بنیں اور سادہ زندگی کو ہی حضورؓ نے اس کا پہلا زینہ مقرر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں مالی قربانی کی بہت ضرورت ہے اسلئے سب مرد اور عورتیں اپنی زندگی کو سادہ بنائیں اور اخراجات کم کردیں تاکہ جس وقت قربانی کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے وہ تیار ہوں قربانی کیلئے صرف تمہاری نیت ہی فائدہ نہیں دے سکتی جبتک کہ تمہارے پاس سامان بھی مہیا نہ ہوں ..... اگر سامان مہیا نہ ہوں تو ہم وہ قربانی پیش نہیں کرسکتے جسکی ہمیں خواہش ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سادہ زندگی اختیار کرے تاکہ وقت آنے پر وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرسکے اور اگر اس کا موقعہ نہ آئے تو بھی خدا تعالیٰ سے کہہ سکے کہ ہم نے جو کچھ جمع کیا تھا اگرچہ ملا تو ہماری اولاد کو ہی لیکن ہم نے دین کے واسطے قربانی کی نیت سے جمع کیا تھا۔" (الفضل ۱۳ جون ۱۹۳۶ء)

تحریک جدید کو کامیاب بنانے میں سادہ زندگی ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور تحریک جدید کی کامیابی ہی دراصل اسلام کی کامیابی ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ مبلغین اسلام دنیا کے ہر محاذ پر عیسائیت اور دوسرے مذاہب کے خلاف ایک خوشکن اور کامیاب مقابلہ کر رہے ہیں اور اس وقت جبکہ اسلام اور دوسرے ادیانِ باطلہ کے درمیان

ایک فیصلہ کن جنگ شروع ہو چکی ہے اسکی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے پس یہ تحریک ہم سے قربانی چاہتی ہے مال کی جان کی، عزت کی۔ عزم و استقلال کی ۔ ظاہر ہے کہ ہم یہ قربانیاں اس وقت تک دے ہی نہیں سکتے جبتک کہ ہم سادہ زندگی کو نہ اپناتے ہوں اسکی اہمیت اور افادیت بتاتے ہوئے حضورؓ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں نے جماعت کو سادہ زندگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور سادہ زندگی بسر کرنا فرض نہیں نفلی ہے یعنی جو چاہے اختیار کرے اور جو چاہے نہ کرے مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسکے بغیر جماعت میں قربانی کا صحیح مادہ کسی صورت میں بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر تم سمجھو کہ اس کے بغیر تم روحانیت کا مقام حاصل کر لوگے تو یہ نفس کو دھوکا دینے والی بات ہے . . . . میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ ہے بالکل ممکن ہے کہ اس کا ایمان ضائع ہو جائے علاوہ ازیں سادہ زندگی کے اختیار نہ کرنے کے نتیجہ میں نہ وہ اخوت پیدا ہو گی جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں اور نہ غربت اور امارت کا امتیاز دور ہو گا۔"

پھر حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"سادہ زندگی پر خاص زور دیا جائے سادہ زندگی کے بغیر ہم آنیوالی جنگ کیلئے تیار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے۔ عورتوں اور بچوں کو خصوصاً اس طرف توجہ دلائی جائے۔" (خطبہ جمعہ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ تیئس سال کو اسلام کی ترقی کے لئے نہایت اہم قرار دیا ہے۔ اور ساتھ ہی جماعت کو اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا ہے اور قربانیوں کو تیز سے تیز تر کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ اسلام کی فتح کا دن نزدیک سے نزدیک تر آجائے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام ایسے طریقے اختیار کریں جن کی وجہ سے ہم ہر وقت کے تقاضے کے مطابق زیادہ سے زیادہ قربانی دے سکیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

ا۔ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے سادہ زندگی کی اہمیت بیان فرمانے کے بعد جماعت کو ایسا لائحہ عمل بھی دیا جس کو اختیار کرنے سے جماعت عملی طور پر سادہ زندگی پر قائم ہو سکے سب سے پہلے حضورؓ نے عام حالات میں کھانے میں ایک ہی سالن کے استعمال کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا طریق بھی ایک ہی سالن استعمال کرنے کا تھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی اسی کی ہدایت فرمائی ہمیں بھی اپنے آقا کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ اور عام حالات میں صرف اور صرف ایک ہی سالن استعمال کرنا چاہیئے۔ اس طرح ہم

کھانوں میں عام حالات میں تنوع سے بچ جائیں گے اور ایسے قابل ہو جائیں گے کہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ اور دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی دے سکیں۔

۲۔ لباس۔ لباس کے بارے میں حضورؓ کی جو ہدایات ہیں وہ مختصراً پیش خدمت ہیں:۔

(الف) "جو لوگ نئے کپڑے زیادہ بناتے ہیں وہ نصف یا تین چوتھائی یا ۲/۳ پر آجائیں"۔

(ب) "جو عورتیں اس (تحریک جدید) میں شامل ہوں وہ اپنے اوپر ایسی ہی پابندی کریں کہ محض پسند پر کپڑا نہ خریدیں گی بلکہ ضرورت پر کپڑا خریدیں گی"۔

(ج) "جو عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں وہ گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں"۔ (خطبہ جمعہ ۱۱ر فروری ۱۹۳۸ء)

اعلیٰ قسم کا لباس بعض دفعہ کمزور ایمان والے لوگوں کے لئے تفاخر اور کبر کا باعث بن جاتا ہے۔

" درحقیقت لباس میں ایسا تکلف جو انسانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہو جائے۔ سخت ناپسندیدہ اور فتنے پیدا کرنے والا ہے خواہ اس کے پاس ایک ہی جوڑا ہو یا دو ہوں"۔

۳۔ زیور۔ اس کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے حضورؓ ارشاد فرماتے ہیں:۔

" زیورات کے متعلق میں نے ہدایت کی تھی کہ ان کا بنوانا بند کر دیں۔ سوائے شادی بیاہ کے اور شادی بیاہ میں بھی کمی کر دیں۔۔۔۔۔ پس زیورات کے بنانے میں جس قدر احتیاط کی جا سکے وہ نہ صرف امارت اور غربت کا امتیاز دور کرنے کیلئے نہ صرف مذہبی احکام کی تعمیل کرنے کیلئے بلکہ اپنے ملک کو ترقی دینے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے"۔

۴۔ سینما۔ بعض پڑھے لکھے نوجوان سینما کو تفریح طبع کا ایک بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں خرچ ہی کیا ہے کہ انسان Recreation کی خاطر اس سے فائدہ اٹھالے۔ سینما دیکھنے سے انسان جہاں اپنا مال اور وقت ضائع کرتا ہے وہاں شعوری یا غیر شعوری طور پر ایسی باتیں بھی سیکھ رہا ہوتا ہے جو کہ اس کے یا اس کے خاندان پر اخلاقی لحاظ سے بری طرح اثر انداز ہوتی ہیں اس طرح وہ اپنی جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی صحت بھی خراب کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے موجودہ دور کے سینما کو ایک بدترین لعنت قرار دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں

" سینما کے متعلق میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کی بدترین لعنت ہے اس نے سینکڑوں شریف گھرانوں کے لڑکوں کو گویا اور سینکڑوں شریف خاندانوں کی عورتوں کو ناچنے والی بنا دیا ہے۔ سینما والوں کی غرض تو روپیہ کمانا ہے نہ کہ اخلاق سکھانا اور وہ روپیہ کمانے کے لئے ایسے لغو اور بیہودہ فسانے اور گانے پیش کرتے ہیں جو اخلاق کو سخت خراب کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اور شرفاء ان میں جاتے ہیں تو ان کا مذاق بھی بگڑ جاتا ہے اور ان کے بچوں اور عورتوں کا بھی جن کو سینما دیکھنے کے لئے ساتھ لے جاتے ہیں اور سینما ملک کے اخلاق پر ایسا تباہ کن

(باقی صفحہ ۴۲ پر)

بسلسلہ ۱۴ اگست

پاکستان —— ہمارا محبوب وطن

کیا آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان رقبے کے لحاظ سے انگلستان سے سات گنا بڑا ہے اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے؟ کیا آپکو اس بات کا علم ہے کہ مغربی پاکستان رقبے کے لحاظ سے مشرقی پاکستان سے چھ گنا بڑا ہے لیکن اس کی آبادی مشرقی پاکستان کی آبادی سے ایک کروڑ کم ہے کیا یہ بات آپکو دلچسپ معلوم نہیں ہوگی کہ مشرقی پاکستان میں آبادی کا تناسب ۸۵۰ افراد فی مربع میل ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ شرح آبادی ہے مگر بلوچستان (مغربی پاکستان) میں آبادی کی شرح گیارہ افراد فی مربع میل ہے۔

اسی طرح ملک کی جغرافیائی حالت کو دیکھئے مغربی پاکستان میں ایک طرف یعنی جنوب میں سطح مرتفع ہے تو دوسری طرف یعنی شمال اور شمال مغرب میں بلند پہاڑ پھیلے ہوئے ہیں۔ ہنزا کی چھوٹی سی پہاڑی کے شمال میں بیس سے زائد ایسی پہاڑی چوٹیاں ہیں جو پچیس ہزار فٹ سے بھی بلند ہیں۔ اسکے مقابلے میں یورپ کی بلند پہاڑی چوٹیاں صرف آٹھ ہزار فٹ اونچی ہیں۔ اور امریکہ کی سب سے بلند پہاڑی چوٹی تقریباً سولہ ہزار فٹ اونچی ہے مغربی پاکستان کے برعکس مشرقی پاکستان میں پہاڑوں کا نام ونشان تک نہیں پورے کا پورا صوبہ میدانی علاقہ ہے اور زمین کی سطح سمندر سے کہیں بھی تیس فٹ سے زائد نہیں۔ مشرقی پاکستان کا صرف شمال مشرقی اور جنوب مشرقی علاقہ (سلہٹ اور چٹاگانگ) پہاڑی ہے۔ لیکن اس علاقہ میں بھی قراقرم کے علاقے کی طرح اونچے پہاڑ نہیں آجاتے۔

کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جیکب آباد دنیا کا گرم ترین خطہ ہے اور قطبی علاقوں کے سب سے بڑے گلیشیر بھی پاکستان میں ہی پائے جاتے ہیں۔ ''کے ٹو'' چوٹی بھی جو دنیا کی دوسری سب سے اونچی پہاڑی چوٹی ہے پاکستان کی پاسبانی کر رہی ہے۔

دوسری طرف مشرقی پاکستان میں بعض ایسے مقامات ہیں جہاں دھواں دھار بارشیں ہوتی ہیں لیکن بلوچستان میں بعض ایسے علاقے بھی ہیں جہاں برسوں بارش نہیں ہوتی۔

آپ کو شاید یہ بات معلوم نہ ہو کہ جہاں مغربی پاکستان میں دنیا کا سب سے بڑا آبپاشی کا نظام قائم ہے۔ وہاں مشرقی پاکستان کے سندربن میں بے شمار دلدلی علاقے ہیں۔ جہاں ہر قسم کے جنگلی جانور پائے جاتے ہیں۔

معدنی دولت کے اعتبار سے پاکستان میں جپسم نامی دھات کا دنیا بھر میں سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ اسی طرح کھیوڑہ میں نمک کی کانیں دنیا کے عجائبات میں سے ہیں۔

پاکستان جڑی بوٹیوں کے اعتبار سے بھی بڑا دولتمند ہے۔ ان میں سے بعض جڑی بوٹیاں دنیا میں اور کہیں نہیں ملتیں مشرقی پاکستان کی پٹ سن دنیا بھر میں بہترین مانی جاتی ہے

پاکستان کے دونوں حصوں میں پھل بھاری مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ چمن کے انگور۔ شجاع آباد اور ملتان کے آم اور سلہٹ کے سنگترے ان پھلوں میں سے ہیں جو پاکستان میں بہتات سے پیدا ہوتے ہیں۔

پاکستان کی تاریخ بڑی قدیم ہے اسی سرزمین میں دنیا کی ایک پرانی تہذیب نے نشوونما پائی اس کا ثبوت ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے کھنڈرات ہیں جو پانچ ہزار سال پرانے ہیں۔

خدام الاحمدیہ میدانِ عمل میں!

* سالانہ اجتماع
* قائدین اضلاع سے صدرِ محترم کا خطاب
* سالانہ اجتماع میں نمائندگی کا جائزہ
* مرکزی اعلانات۔
* ماہانہ رپورٹوں کا جائزہ
* کراچی میں تراجم قرآن مجید کی نمائش۔
* کراچی میں شاندار کبڈی ٹورنامنٹ
* خدام الاحمدیہ سرگودھا کی مساعی
* اوکاڑہ اور مانگٹ اونچے میں وقارِ عمل
* ربوہ میں تقریری مقابلہ اور جلسہ سیرت صحابہؓ
* الوداعی تقاریب
* بہاولپور کے خدام کی مساعی
* اسلام آباد میں جلسہ یوم خلافت

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا چھبیسواں (۲۶) سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸-۱۹-۲۰ اخاء ۱۳۴۷ ہش (مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء) ربوہ میں منعقد ہوگا۔

ہر خادم کو اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونا چاہیئے۔

(مہتمم اشاعت)

سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں ضروری ہدایات

۱۔ قائدین مجالس کے لئے ضروری ہے کہ مرکز سے آنیوالی ہر ہدایت کو خدام تک فوری طور پر پہنچادیں۔ خدام ان ہدایات کی پوری پوری تعمیل کریں۔

۲۔ قائدین مجالس اور خدام ابھی سے اجتماع میں شمولیت کا عزم کرلیں۔ اور اس کیلئے تیاری شروع کردیں۔

۳۔ اس سال سالانہ اجتماع اس میدان میں منعقد ہوگا۔ جہاں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ہوتا ہے خدام تین دن خود ساختہ خیموں میں رہ کر مجاہدانہ زندگی بسر کریں گے۔

۴۔ مقام اجتماع میں داخلہ بذریعہ پاس ہوگا۔ جو فارم داخلہ پُر کرنے کے بعد دفتر بیرون سے مل سکے گا۔

۵۔ اجتماع میں شامل ہونیوالوں کو ۱۷ اکتوبر کی شام تک ربوہ پہنچ جانا چاہیئے۔

۶۔ کھانا مرکزی طور پر تیار اور تقسیم ہوگا۔ کھانے کیلئے برتن ہمراہ لائے جائیں۔

۷۔ مجلس شوریٰ کے لئے دستور کے مطابق ابھی سے تجاویز ارسال کردی جائیں۔

۸۔ مجلس شوریٰ کے لئے بیس اراکین یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہوتا ہے۔ مجلس نمائندگان کا انتخاب کرکے مرکز میں اطلاع دیں۔ اور منظوری حاصل کرلیں۔

۹۔ اس سال مجلس شوریٰ کے اراکین آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس کے انتخاب میں حصہ لیں گے۔ تین نام تجویز ہوں گے جن میں سے ایک نام کی منظوری حضرت اقدس امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

۱۰۔ مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کی تفصیل خالد کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۔ اجتماع کے دوران قرآن مجید، عام دینی معلومات اور ذہانت کے تین پرچہ جات ہوں گے۔ خدام ابھی سے ان تینوں پرچوں کی تیاری شروع کردیں۔

۱۲۔ اطفال الاحمدیہ کا اجتماع بھی انہی تاریخوں میں الگ طور پر منعقد ہوگا۔ قائدین مجالس اطفال کی تیاری کی بھی نگرانی رکھیں۔

۱۳۔ سالانہ اجتماع کا چندہ، اگر ادا نہیں ہُوا تو فوری طور پر ادا کردیں۔

۱۴۔ اجتماع کے سلسلہ میں مزید ہدایات کے لئے خالد کا آئندہ شمارہ دیکھنا نہ بھولیئے؟

سالانہ اجتماع میں آپ کیا پائینگے؟

امسال خدام الاحمدیہ کا چھبیسواں سالانہ اجتماع مورخہ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ اخاء ۱۳۴۷ ہش (مطابق ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۸ء) ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں آپ کیا پائیں گے۔ اور اس میں شمولیت سے آپ کیا حاصل کریں گے؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس اجتماع میں

- ★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدام سے روح پرور خطاب فرمائیں گے۔
- ★ خدام کو قرآن مجید، احادیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس سننے کا موقع ملے گا۔
- ★ روزانہ پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کے علاوہ روح پرور ماحول میں باجماعت نماز تہجد ادا کرنے اور دعائیں کرنے کا موقع میسر آئے گا۔
- ★ خدام کو مختلف علاقوں سے آئے ہوئے خدام بھائیوں سے ملنے، محبت و اخوت کو بڑھانے اور ایمان تازہ کرنے کا موقع ملے گا۔
- ★ مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے کا موقعہ ملے گا۔
- ★ بزرگان سلسلہ کی زبان سے وعظ و نصیحت سننے کا موقع مل سکے گا۔
- ★ مجلس شوریٰ میں رائے دینے اور اہم دینی مسائل پر آراء سننے کا موقع ملے گا۔
- ★ مہتممین مرکزیہ اپنے اپنے شعبہ کے بارہ میں ہدایات دیں گے۔
- ★ پرچہ قرآن مجید، پرچہ عام معلومات اور پرچہ ذہانت کی روشنی میں خدام کو اپنی ذہنی اور علمی صلاحیتوں کا اندازہ ہو سکے گا۔

الغرض

یہ تین دن انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے دینی، روحانی، علمی اور اخلاقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔

کیا آپ اس بابرکت اجتماع سے غیر حاضری گوارا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ربوہ میں قائدین اضلاع و علاقائی خدام الاحمدیہ کا اجلاس

محترم صدر مجلس کی قیمتی ہدایات

قائدین اضلاع و علاقہ کا تیسری سہ ماہی کا اجلاس مورخہ ۱۴ر وفا ۱۳۴۷ ہش دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں زیر صدارت مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے سید رفیق احمد صاحب قائد ضلع گجرات نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب نے دعا کروائی اور کارروائی شروع کی گئی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) معتمد مرکزیہ نے سالانہ اجتماع میں مجالس کی نمائندگی کا سوال پیش کیا۔ کہ مرکزی سالانہ اجتماع میں مجالس کی نمائندگی بہت کم ہوتی ہے۔ کل مجالس کا ایک تہائی بھی اپنے نمائندگان اجتماع کے موقعہ پر نہیں بھجواتیں ساتھ ہی معتمد مرکزیہ نے گذشتہ تین سال کے دوران اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کا ضلعوار گوشوارہ بھی پیش کیا۔ اور بتایا کہ ایسی مجالس کی تعداد بہت ہی کم ہے جو مسلسل گزشتہ تین سال اجتماع میں شامل ہوتی رہی ہیں۔

(نوٹ: (یہ گوشوارہ خالد میں علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے)

بعد مشورہ طے ہوا کہ اوّل قائدین اضلاع اپنی مجالس عاملہ کے اراکین اور نگران صاحبان حلقہ جات میں مجالس تقسیم کر دیں کہ مجلس عاملہ کا فلاں فلاں ممبر ضلع کی فلاں فلاں مجالس کی نمائندگی کا ذمہ دار ہے۔

دوم۔ قائدین اضلاع یا ان کے نمائندگان مجالس کے دورہ کے دوران مجالس کو مسلسل اجتماع میں شمولیت کی تحریک کرتے رہیں اور مجالس سے شمولیت کا وعدہ لیں۔

سوم۔ بذریعہ خطوط مجالس کو توجہ دلائی جائے۔

ارشاد صدر مجلس۔

(i) ان دیہاتی مجالس کو سالانہ اجتماع پر خاص طور پر لانے کی کوشش کی جائے جن کی پہلے کبھی نمائندگی نہیں ہوئی۔

(ii) زیادہ سے زیادہ مجالس کو اجتماع میں شامل کرنے کے علاوہ اس بات کی کوشش بھی کی جائے کہ شامل ہونے والی مجلس میں سے زیادہ سے زیادہ خدام اجتماع پر آئیں۔ اور جن خدام کے متعلق قطعی طور پر علم ہو کہ وہ اجتماع پر آئیں گے۔ ان کے ذمہ دوسرے خدام لگا دیے جائیں کہ وہ انہیں تحریک کرتے رہیں اور ساتھ لیکر آئیں۔

(iii) قائدین اضلاع اجتماع میں اپنے ضلع کی نمائندگی کے سلسلہ میں جو بھی سکیم بنائیں۔ یا کوشش کریں اس کی اطلاع مہتمم صاحب بیرون سالانہ اجتماع کو دیں۔

(۲) مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب نگران حاضری مرکزی تربیتی کلاس منعقدہ اپریل۔ مئی ۱۹۶۸ء نے تربیتی کلاس میں مجالس کی نمائندگی کے بارہ میں رپورٹ مع اعداد و شمار پیش کی۔ کہ پروگرام کے مطابق تربیتی کلاس میں ۱۰۰ مجالس کی نمائندگی ہونی چاہیئے تھی لیکن عملاً صرف ۷۲ مجالس کی نمائندگی ہوسکی۔

قائدین نے وعدہ کیا کہ آئندہ تربیتی کلاس میں نمائندگی کے لئے بہتر رنگ میں کوشش کی جائے گی۔ امسال کم نمائندگی کی وجہ یہ بھی ہے کہ گو الفضل میں تربیتی کلاس کے بارہ میں اعلان تو کافی پہلے ہوگیا تھا۔ لیکن مجالس کی نمائندگی کے مقررہ ٹارگٹ کی اطلاع دیر سے ہوئی۔

فیصلہ ہوا کہ مہتمم صاحب تعلیم کی طرف سے قائدین اضلاع کو کلاس میں نمائندگی کا ٹارگٹ کلاس شروع ہونے سے کم از کم ایک ماہ قبل جانا چاہئے۔

ارشاد صدر مجلس:۔

ایک تجویز یہ بھی ہے کہ تربیتی کلاس ایک دفعہ کی بجائے دو دفعہ کی جائے۔ موجودہ حالات میں جبکہ کلاس اپریل کے آخر میں منعقد کی جاتی ہے میٹرک کے امتحان میں شامل ہونے والے طلبا تو شامل ہو جاتے ہیں لیکن دیہاتی مجالس سے فصل کی کٹائی کی وجہ سے بہت کم خدام آتے ہیں۔ قائدین اس کے متعلق غور کرلیں اور تجاویز معین شکل میں شوریٰ میں پیش کریں ان تجاویز میں یہ وضاحت بھی ہونی چاہیئے کہ مجالس کی نمائندگی کی کیا صورت ہو۔

تربیتی کلاس میں نمائندگی کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ کا آخری ارشاد یہ ہے کہ کل مجالس کے ایک تہائی کی نمائندگی ضرور ہونی چاہیئے۔ مہتمم صاحب مال آئندہ سال کا بجٹ تجویز کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کیونکہ موجودہ بجٹ ایک تہائی مجالس کی نمائندگی کی صورت میں کافی نہ ہوگا۔

(۳) معتمد مرکزیہ نے مجالس کی طرف سے آنیوالی ماہانہ رپورٹس کا گوشوارہ بمقابل گذشتہ سال پیش کیا۔ (جو علیحدہ شائع کیا جارہا ہے) اور توجہ دلائی کہ گذشتہ دو ماہ کے دوران مرکز میں آنے والی رپورٹوں کی تعداد گر گئی ہے۔ مجالس بڑے زور سے ماہ بماہ رپورٹ بھجوانے کی طرف توجہ دیا کریں۔

(۴) معتمد مرکزیہ نے ان مجالس کی فہرست پیش کی۔ جہاں ابھی تک قائدین مقامی کے انتخابات نہیں ہوسکے۔ اور قائدین اضلاع کو انتخابات کروانے کی طرف توجہ دلائی۔

(۵) معتمد مرکزیہ نے توجہ دلائی کہ مجالس میں ماہانہ اجلاسات باقاعدگی سے نہیں ہورہے۔ قائدین اضلاع نگرانی کریں۔

(۶) معتمد مرکزیہ نے توجہ دلائی کہ مطابق فیصلہ شوریٰ ۱۹۶۷ء ہر قائد ضلع کے لئے لازمی ہے۔ کہ دوران سال ضلع کی ایک تہائی مجالس میں تربیتی کلاس منعقد کرے۔

حاضر قائدین نے اپنے ضلع میں آئندہ

ہونیوالی کلاسز اور جو کلاسز ہو چکی ہیں انکی تفصیل پیش کی

ارشاد صدر مجلس:۔

(۱) مجالس میں اس بات کا رجحان ہے کہ وہ کلاس کو اجتماع یا جلسہ کی شکل دے دیتے ہیں جو درست نہیں۔ کلاس کا فائدہ اس صورت میں ہے کہ کلاس ہی رہے۔ زیادہ سے زیادہ شام کے وقت ایک دو تقریریں رکھی جاسکتی ہیں۔

(۲) تربیتی کلاسز پر کم از کم خرچ کیا جائے۔ کسی کلاس میں شامل ہونے والی مجالس اپنی کلاس کے اخراجات خود برداشت کریں۔ دوسری مجالس سے چندہ کی اپیل نہ کیجائے

(۳) ہر کلاس کے منعقد ہونے سے پہلے اور بعد کے حالات کا موازنہ تعلیم وعمل مرتب کیا جائے۔ کہ کلاس منعقد ہونے سے پہلے خدام اور مجالس کی علمی اور عملی حالت کیا تھی اور کلاس منعقد ہونے کے بعد اس میں کیا تبدیلی ہوئی اس موازنہ کی اطلاع مرکز میں کی جائے۔

(۴) تربیتی کلاس کے سلسلہ میں مرکز سے علماء کو بھجوانے کا مطالبہ واجبی حدود کے اندر رہنا چاہیئے۔ بلا ضرورت علماء کو تکلیف دینا ٹھیک نہیں۔

(۷) مکرم مہتمم صاحب مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بجٹ اور وصولی کے ضلعوار اعداد و شمار پیش کئے۔ کہ ابھی تک وصولی شوریٰ کے منظور کردہ بجٹ سے کم ہے قائدین مجالس مقامی کو توجہ دلائیں۔

(۱) چندہ سالانہ اجتماع کی وصولی غیر معمولی طور پر کم ہے اور خاص توجہ کی محتاج ہے۔

(۲) قائدین اضلاع آئندہ سال ۶۹-۱۹۶۸ء کے بجٹ کی تشخیص میں تعاون کریں۔

(۸) مہتمم صاحب تجنید نے قائدین سے گذارش کی کہ مجالس اپنے خدام کی فہرستیں مرکز میں بھجوانے کی طرف توجہ نہیں دے رہے اور مجالس سے فہرستوں کی آمد کا ضلعوار جائزہ پیش کیا۔ اسی طرح مجالس سے آمدہ پرشدہ تجنید فارموں کی تعداد بھی ضلعوار پیش کی۔

(۹) مہتمم صاحب تحریک جدید نے ان مجالس کا ضلعوار جائزہ پیش کیا جنہوں نے مہتمم صاحب کی طرف سے مقررہ فارم پر اپنی مجلس سے متعلق ضروری کوائف بھجوا دیئے تھے اور قائدین کو توجہ دلائی کہ جو خدام ابھی تک تحریک جدید میں شامل نہیں ان سے وعدہ لے کر تحریک جدید کے دفتر سوم میں شامل کیا جائے۔ نیز تحریک کی کہ ۲ ظہور تا ۸ ظہور وعدہ کی وصولی کے لئے ہفتہ تحریک جدید کا اہتمام کیا جائے۔

(۱۰) مہتمم صاحب اطفال نے قائدین کو اس طرف توجہ دلائی کہ مجالس اطفال الاحمدیہ سب جگہ قائم نہیں۔ مجالس اطفال الاحمدیہ کے قیام کی طرف توجہ دی جائے۔ نیز شعبہ اطفال کے بارے میں تفصیلی راہنمائی کے لئے کتابچہ نظام اطفال الاحمدیہ خاص طور پر مطالعہ کریں۔

(۱۱) صدر مجلس نے شعبہ عمومی کے کام کے متعلق ہدایات دیں کہ ہر جگہ قائدین مجالس اور ناظمین عمومی جماعت کی اندرونی اور بیرونی حملوں سے حفاظت کے سلسلہ میں جو فرائض ان پر عاید ہوتے ہیں ان کو کما حقہ ادا کریں اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دعا، صبر اور حکمت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔

(۱۲) معتمد مرکزیہ نے قائدین سے گذارش کی کہ

وہ اپنے گذشتہ دو سال کے کام کی رپورٹ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۸ء تک مرکز کو بھجوا دیں۔ تاکہ اس کو شائع کیا جاسکے۔

ارشاد صدر مجلس:۔

گذشتہ دو سال کی رپورٹ اس لئے مانگی گئی ہے کہ گذشتہ سال رپورٹ شائع نہیں کی جاسکی تھی۔

(۱۳) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی۔ کہ حضور قائدین کو شرف ملاقات بخشیں۔ حضور نے از راہِ کمال شفقت نمازِ ظہر سے قبل مسجد مبارک میں قائدین کو شرف مصافحہ بخشا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات اور نمازِ ظہر کے بعد قائدین دوبارہ ایوانِ محمود میں آئے۔ اور دوپہر کے کھانے اور دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ماہانہ رپورٹ بھجوانے والی مجالس کا ضلعوار جائزہ

(از یکم نومبر ۱۹۶۷ء تا مئی ۱۹۶۸ء)

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

یکم نومبر ۱۹۶۷ء کو جب ہمارے سال رواں کا آغاز ہوا تو ابتداء میں ہی شعبہ اعتماد کی طرف سے قائدین مقامی اور قائدین اضلاع کو اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی۔ کہ ہر مجلس اپنے کام کی رپورٹ ہر ماہ کے اختتام کے بعد مرکز میں ضرور بھجوایا کرے۔ بلکہ یہاں تک ہدایت کی تھی۔ کہ اگر کسی مجلس نے مہینہ کے دوران کوئی کام نہیں کیا۔ تو مرکز میں یہی رپورٹ بھجوا دے کہ کوئی کام نہیں ہوا۔ اور مرکز کی طرف سے بعد میں مسلسل مجالس مقامی کو اور قائدین اضلاع کو توجہ دلائی گئی تھی۔ اس کے نتیجہ میں مرکز میں آنیوالی ماہانہ رپورٹس کی تعداد میں اضافہ بھی ہوا ہے۔ لیکن ابھی تک ہماری مجالس کی اکثریت ایسی ہے جو اپنی ماہانہ رپورٹ مرکز میں نہیں بھجواتی۔

ذیل میں مرکز میں آنیوالی ماہانہ رپورٹس کا ضلعوار گوشوارہ درج ہے۔ اس درخواست کے ساتھ کہ جن اضلاع کی مجالس کی طرف سے کم رپورٹیں آرہی ہیں۔ وہاں پر قائدین مقامی اور قائدین اضلاع توجہ فرمائیں اور آئندہ باقاعدگی سے ماہ بماہ رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

نمبر شمار	نام علاقہ	نام ضلع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جنہوں نے رپورٹ بھجوائی							میزان
				نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	
۱	پشاور	پشاور	۱۰	۵	۳	۳	۲	۳	۳	۳	۲۲
۲	”	مردان	۳	۱	۱	۲	۲	۳	۳	۲	۱۴

نمبر شمار	نام علاقہ	نام ضلع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جنہوں نے رپورٹ بھجوائی							میزان
				نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	
۳	پشاور	ہزارہ	۷	۴	۴	۴	۵	۵	۳	۴	۲۹
۴	ڈیرہ اسمٰعیلخان	ڈیرہ اسمٰعیلخان	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۷
۵	؍؍	کوہاٹ	۲	-	-	-	-	-	-	۱	۱
۶	؍؍	بنوں	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۷
۷	راولپنڈی	راولپنڈی	۱۴	۷	۴	۷	۱۰	۸	۸	۴	۴۸
۸	؍؍	جہلم	۱۰	۲	۲	۵	۵	۸	۲	۱	۲۵
۹	؍؍	کیمبل پور	۴	۱	۱	۲	۲	۲	۲	۲	۱۲
۱۰	؍؍	گجرات	۳۶	۱۳	۱۱	۱۳	۱۴	۱۷	۱۵	۱۴	۱۰۱
۱۱	سرگودھا	سرگودھا	۵۹	۳۸	۴۲	۳۸	۳۳	۳۲	۲۳	۱۳	۲۱۹
۱۲	؍؍	میانوالی	۱۰	۴	۲	۴	۵	۳	۴	۵	۲۹
۱۳	؍؍	جھنگ	۲۴	۳	۲	۱۰	۶	۹	۲	۱	۳۶
۱۴	؍؍	لائلپور	۸۱	۲۷	۴۳	۳۵	۵۰	۴۰	۴۰	۲۶	۲۸۰
۱۵	لاہور	لاہور	۲۸	۷	۶	۷	۶	۸	۶	۵	۴۶
۱۶	؍؍	سیالکوٹ	۸۳	۸	۵	۹	۱۱	۱۵	۱۳	۱۳	۷۴
۱۷	؍؍	گوجرانوالہ	۳۳	۱۱	۱۱	۱۲	۱۳	۹	۱۲	۹	۷۷
۱۸	؍؍	شیخوپورہ	۴۹	۱۱	۱۴	۱۵	۱۲	۱۶	۱۴	۱۴	۹۷
۱۹	ملتان	ملتان	۳۳	۴	۵	۷	۸	۶	۷	۹	۴۶
۲۰	؍؍	ساہیوال	۲۲	۲	۱	۶	۷	۷	۶	۹	۳۸
۲۱	؍؍	مظفرگڑھ	۱۳	۶	۶	۷	۶	۱۰	۸	۱۰	۵۴
۲۲	؍؍	ڈیرہ غازیخاں	۱۴	۰	۰	۱	۱	۱	۱	۳	۷
۲۳	بہاولپور	بہاولپور	۱۵	۱	۵	۵	۶	۳	۱	۶	۲۷
۲۴	؍؍	بہاولنگر	۲۳	۲	۳	۸	۶	۵	۳	۲	۲۹
۲۵	؍؍	رحیم یارخاں	۱۶	۴	۲	۹	۱۲	۷	۹	۷	۵۰

نمبر شمار	نام علاقہ	نام ضلع	تعداد مجالس	تعداد مجالس جنہوں نے رپورٹ بھجوائی							میزان
				نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	
۲۶	نواب شاہ	خیرپور	۹	۵	۵	۴	۵	۸	۶	۱	۳۴
۲۷	"	نواب شاہ	۲۳	۱۱	۱۱	۱۲	۶	۶	۴	۴	۵۴
۲۸	سکھر	سکھر	۵	۱	۲	۲	۲	۲	۲	-	۱۱
۲۹	"	جیکب آباد	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	-	۱۱
۳۰	"	لاڑکانہ	۷	۵	۵	۵	۳	۲	۲	۲	۲۴
۳۱	حیدرآباد	حیدرآباد	۲۲	۱	۱	۲	۱	۲	۱	۱	۹
۳۲	"	سانگھڑ	۳	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۷
۳۳	"	دادو	۳	-	-	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۴	"	تھرپارکر	۲۵	۴	۷	۱۱	۷	۱۱	۸	۶	۵۴
۳۵	کوئٹہ	کوئٹہ	۳	۱	۱	۱	۱	-	۲	۲	۸
۳۶	کراچی	کراچی	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۲۱
۳۷	آزاد کشمیر	میرپور	۹	-	۱	۱	۱	۵	۴	۳	۱۵
۳۸	"	مظفرآباد	۴	-	-	-	-	۱	۱	۱	۳
۳۹	مشرقی پاکستان	-	۳۲	۵	۳	۳	۴	۶	۷	۸	۳۶

وضاحت

خالد کے ماہ احسان ۱۳۴۷ ہش کے شمارہ میں مرکزی تربیتی کلاس کی رپورٹ کے ضمن میں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی نمائندگی کی۔ درحقیقت آپ مجلس ڈرگ روڈ کے ممبر ہیں اس امر کی درستی کر لی جائے۔

(ادارہ)

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ماہنامہ خالد کے احسان (جون) کے شمارہ میں سالانہ مرکزی تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد اور مجالس کی فہرست شائع ہوئی تھی۔ اگر اس فہرست میں کوئی قابلِ اصلاح امر ہو تو فوری طور پر مرکز میں اطلاع دیں تا ریکارڈ درست کیا جا سکے۔ شکریہ۔

(مہتمم اشاعت مرکزیہ)

سالانہ اجتماعات میں شامل ہونیوالی مجالس

اور

قائدین اضلاع اور قائدین مجالس کی خدمت میں ضروری گذارش

ذیل میں ان مجالس کا مختصر سا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جو سابقہ تین سال یعنی ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء اور ۱۹۶۷ء کے سالانہ اجتماعات میں شامل ہوتی رہیں۔

یہ جائزہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

اوّل۔ ضلعوار ان مجالس کے نام درج کئے جا رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ تینوں سال اجتماعات میں شامل ہوئیں۔

دوئم وہ مجالس جو گذشتہ تین سالوں میں صرف دو سال سالانہ اجتماع میں شامل ہوئیں۔ ہر مجلس کے سامنے سال درج کر دیئے گئے ہیں۔ جن جن میں مجالس شامل ہوئیں۔

سوئم وہ مجالس جو گذشتہ تین سالوں میں صرف ایک سال اجتماع میں شامل ہوئیں۔ مجلس کے سامنے سال درج کر دیا گیا ہے۔ جس سال مجلس اجتماع میں شامل ہوئی۔

جن مجالس کے نام اس جائزہ میں موجود نہیں وہ پچھلے تین سال سے ایک دفعہ بھی اجتماع میں شامل نہیں ہوئیں۔ اس جائزہ کا مقصد یہ ہے کہ قائدین مجالس اس جائزہ کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ جو مجالس گذشتہ تین سال سے اجتماع میں شامل ہو کر برکات حاصل کر رہی ہیں انہیں چاہیئے کہ اس سال بھی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیں بلکہ پہلے سے زیادہ خدام اپنے ساتھ لائیں۔

جو مجالس گذشتہ تین سالوں میں دو دفعہ یا ایک دفعہ اجتماع میں شامل ہوئی ہیں ان مجالس کو چاہیئے کہ اس سال ناغہ نہ ہونے دیں۔ اور دینی اور روحانی تربیت کیلئے ایک بہترین ذریعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ مومن کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف ہی ہوتا ہے۔ یہ امر تکلیف دہ ہے کہ ایک سال یا دو سال تو آپ کی مجلس کے خدام اجتماع میں شامل ہوں۔ مگر تیسرے سال اسی برکت سے محروم ہو جائیں۔ ایسی تمام مجالس سے پُرزور درخواست ہے کہ اس سال ہر صورت اجتماع میں شامل ہوں۔ اور یہ ثابت کر دیں کہ اجتماع میں شمولیت کے بارہ میں ان کی غفلت صرف وقتی تھی۔ اگر یہ مجالس خدانخواستہ اس سال بھی شامل نہ ہوئیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ان مجالس کا قدم ترقی کی طرف نہیں اُٹھ رہا ہے۔

جو مجالس گذشتہ تین سالوں میں ایک دفعہ بھی اجتماع میں شامل نہیں ہوئیں ان کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان مجالس نے اجتماعات کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ یہ اجتماع کوئی معمولی اجتماع نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے اور اس کا مشاہدہ اجتماع میں شامل ہونیوالے احباب ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خدام کو بار بار تاکید فرمائی ہے کہ وہ اجتماع میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔

کیا حضور کے اس ارشاد کہ "خادم وہی ہے جو آقا کے زیادہ سے زیادہ قریب رہے" کے ہوتے ہوئے ہمارے سر ندامت سے جھک نہیں جاتے کہ ہم سال میں ایک دفعہ بھی اپنے سالانہ اجتماع میں نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے پچھلے سالانہ اجتماع میں اس امر کی تاکید فرمائی تھی۔ کہ اجتماع میں ہر مجلس کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔

حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے پیش نظر خاکسار ان مجالس سے جو گذشتہ سال سے ایک سال ایک سال بھی اجتماع میں شامل نہیں ہوئیں۔ پُر زور اپیل اور درخواست کرتا ہے کہ اس سال اجتماع میں ضرور بالضرور شامل ہوں۔ ان غیر حاضر مجالس میں سے جو مجلس اس سال بھی اپنا نمائندہ سالانہ اجتماع میں نہیں بھجوائیگی ان مجالس کا معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

مجھے امید ہے کہ جملہ مجالس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں گی اور ابھی سے عہد کرینگی کہ انہوں نے اپنی مجلس سے کوئی نہ کوئی نمائندہ ضرور اجتماع میں بھجوانا ہے۔

قائدین اضلاع کا بھی فرض ہے کہ وہ اس جائزہ کا مطالعہ فرمائیں اور جن مجالس کے نام اس جائزہ میں شامل نہیں۔ خصوصی طور پر ان مجالس کے نمائندگان اجتماع میں بھجوانے کا اہتمام کریں گے۔

عبدالشکور اسلم
منتظم دفتر بیرون سالانہ اجتماع ۶۸ء

سالانہ اجتماعات میں شامل ہونیوالی مجالس کا جائزہ

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دو سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
جھنگ	(۱) جھنگ صدر		(۱) شور کوٹ　۱۹۶۵ء
	(۲) ربوہ		(۲) لالیاں　۱۹۶۷ء
	(۳) چنیوٹ	x	(۳) کوٹ قاضی　″
	(۴) احمد نگر		(۴) جل بھٹیاں　″
	(۴)		(۵) عنایت پور　″

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دو سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
پشاور	(۱) پشاور	رسالپور ۶۵-۶۷	(۱) نوشہرہ سنہ ۶۶ء
			(۲) آچینی پایاں سنہ ۶۷ء
			(۳) بازید خیل ″
	(۱)	(۱)	(۳)
سرگودھا	(۱) سرگودھا شہر	(۱) چک ۳۷ سنہ ۶۵ و ۶۷ء	(۱) چک ۳۸/ج سنہ ۱۹۶۵ء
	(۲) سرگودھا چھاؤنی	(۲) دودہ ″	(۲) چک ۸۶ شمالی ″
	(۳) جوہر آباد	(۳) چک ۹۸ شمالی سنہ ۶۶-۶۷ء	(۳) چک ۳۳ شمالی سنہ ۱۹۶۶ء
	(۴) چک ۱۶۸ منگلا	(۴) چک ۹۸ شمالی ″	(۴) چک ۱۵۲ شمالی ″
	(۵) چک ۹۹ شمالی	(۵) خوشاب ″	(۵) چاہ سردار والا سنہ ۶۷ء
	(۵)	(۵)	(۶) کھائی کلاں ″
			(۷) ۳۲ جنوبی ″
			(۸) ادرحمہ ″
			(۹) سلانوالی ″
			(۱۰) چک ۳۸ جنوبی ″
			(۱۱) چک ۳۵ جنوبی ″
			(۱۲) چک ۲/T.D.A ″
			(۱۳) چک ۸۷ جنوبی ″
			(۱۴) چک ۳۵ شمالی ″
			(۱۵) چک ۸۷ جنوبی ″
			(۱۶) بھلوال ″
			(۱۷) چک ۱۲۳ جنوبی ″
			(۱۸) چک ۷۹ شمالی ″
			(۱۹) چک ۳۹/D.B ″

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دوسال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
سرگودھا			(۲۰) قائدآباد ۱۹۶۷ء
			(۲۱) چک ۸۷ شمالی "
ضلع لائلپور	(۱) لائل پور	(۱) چک ۱۹۲ لاٹھیانوالہ ۶۷-۶۵ء	(۱) چک ۵۸/۳ ٹکڑا ۱ ۶۵ء
	(۲) چک ۶۹/ر ب گھسیٹ پور	(۲) چک ۴۱/ر ب "	(۲) چک ۱۸ بہوڑو "
	(۳) چک ۸۹/ج ب زتن	(۳) چک ۸۲/ج ب سرشمیر روڈ "	(۳) چک ۹۶/گ ب صریح "
	(۴) چک ۱۲۱ گوکھووال	(۴) جڑانوالہ "	(۴) ماموں کانجن "
	(۴)	(۵) چک ۶۷/ر ب بال چک ۶۶-۶۷ء	(۵) چک ۶۱/ر ب بیدیانوالہ ۶۶ء
		(۶) چک ۸۸/ج ب "	(۶) ٹوبہ ٹیک سنگھ "
		(۷) چک ۲۰۳/ر ب مانانوالہ "	(۷) گوجرہ ۶۷ء
		(۷)	(۸) چک جھمرہ "
			(۹) چک ۵۵۹/گ ب "
			(۱۰) چک ۳۱۲/ج ب "
			(۱۱) چک ۵۷ گھیالہ "
			(۱۲) چک ۲۰۹/ج ب "
			(۱۳) چک ۱۹۵/ر ب "
			(۱۴) چک ۶۱/ج ب "
			(۱۵) چک ۳۶۷/ج ب "
			(۱۶) چک ۲۶/ج ب "
			(۱۷) چک ۸۸/ج ب "
			(۱۸) چک ۶۷/ر ب "
			(۱۹) چک ۴۳۶/ج ب "
			(۲۰) چک ۵۶۵/گ ب "
			(۲۱) پیر محل "

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دوسال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
لائلپور			(۲۲) چک ۲۶۱/ر ب — سنہ ۶۷ء (۲۳) چک ۱۲۵/ر ب — 〃 (۲۴) چک ۶۱/ر ب — 〃 (۲۵) چک ۶۰/ج ب — 〃 (۲۶) چک ۲۰۳/گ ب — 〃 (۲۷) چک ۹۶/گ ب — 〃 (کل ۲۷ مجالس)
ساہیوال	(۱) ساہیوال (۲) اوکاڑہ (۳) چیچہ وطنی (۳)	چک ۶/11-L — سنہ ۶۶-۶۷ء	(۱) قبولہ — سنہ ۶۵ء (۲) چک ۲/11-L — سنہ ۶۷ء (۳) چک ۹۹/4-R — 〃 (۴) چک ۱۲/14-L — 〃 (۴)
سیالکوٹ	(۱) سیالکوٹ (۲) بدوملہی (۳) ڈسکہ (۴) سمبڑیال (۴)	(۱) چک ۳۳/ج ب دھیر کے — سنہ ۶۵-۶۷ء (۲) بھرو کے کلاں — 〃 (۳) قلعہ صوبا سنگھ — سنہ ۶۶-۶۷ء (۴) پنڈی بھاگو — 〃 (۵) رنیو کے — 〃 (۵)	(۱) گوئینکے — سنہ ۶۵ء (۲) نارو وال — 〃 (۳) داتہ زیدکا — سنہ ۶۶ء (۴) ملیانوالہ — 〃 (۵) کھریا — 〃 (۶) چندر کے منگولے — سنہ ۶۷ء (۷) ڈنڈ پور گھڑیالیاں — 〃 (۸) مالو کے بھگت — 〃 (۹) موسے والا — 〃 (۱۰) چونڈہ — 〃 (۱۱) نشتر آباد — 〃 (۱۱)

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دو سال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونے والی مجالس
کراچی	کراچی (۱)	(۱) ڈرگ روڈ سنہ ۶۶-۶۵ء (۲) ملیر سنہ ۶۶-۶۷ء (۲)	
ہزارہ	(۱) ایبٹ آباد (۱)		(۱) ہری پور سنہ ۱۹۶۷ء (۲) داتہ ؍؍ (۲)
نوابشاہ	نواب شاہ (۱)		(۱) گوٹھ امام بخش سنہ ۱۹۶۷ء (۲) قمر آباد ؍؍ (۲)
گوجرانوالہ	(۱) چک چٹھہ (۲) گوجرانوالہ (۳) وزیر آباد (۴) گرمولہ ورکاں (۵) ترگڑی (۵)	(۱) پیرکوٹ ثانی سنہ ۶۵-۶۷ء (۲) حسینی بیاناں ؍؍ (۳) مدرسہ چٹھہ ؍؍ (۴) لویری والا سنہ ۶۶-۶۷ء (۵) حافظ آباد ؍؍ (۶) مانگٹ اونچے ؍؍ (۶)	(۱) فیروز والا سنہ ۶۷ء (۲) قیام پور ورکاں ؍؍ (۳) پریم کوٹ ؍؍ (۴) منڈیالہ وڑائچ ؍؍ (۵) رسول نگر ؍؍ (۶) پنڈی بھٹیاں ؍؍ (۶)
جہلم	(۱) محمود آباد (۲) جہلم (۲)	چکوال سنہ ۶۶-۶۷ء (۱)	(۱) کالا گوجراں سنہ ۶۵ء (۲) دوالمیال سنہ ۶۷ء (۲)
راولپنڈی	(۱) واہ کینٹ (۲) راولپنڈی (۲)		(۱) جنگا بنگیال سنہ ۶۶ء (۲) گوجر خاں سنہ ۶۷ء (۳) اسلام آباد ؍؍ (۳)

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دو سال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
گجرات	(۱) کھاریاں (۲) رسول (۳) گجرات (۳)	(۱) مرالہ سنہ ۶۵-۶۷ء (۲) چک سکندر " (۳) کھوکھر غربی سنہ ۶۶-۶۷ء (۴) منڈی بہاؤالدین " (۴)	(۱) ککرالی سنہ ۶۷ء (۲) دھیر کے کلاں " (۳) مرالہ " (۴) سوک کلاں " (۴)
شیخوپورہ	(۱) شیخوپورہ (۲) کرتو (۳) سانگلہ ہل (۴) چوہڑاسگھر (۴)	(۱) آنبہ سنہ ۶۵-۶۷ء (۲) جھنگڑ حاکم والا " (۳) کریم پورہ " (۴) مریدکے " (۵) کوٹ رحمت خاں " (۶) ننکانہ صاحب سنہ ۶۶-۶۷ء (۶)	(۱) کوٹ سوندھا سنہ ۱۹۶۵ء (۲) بھوئیوال " (۳) سیدوالا سنہ ۱۹۶۶ء (۴) چوہڑکانہ سنہ ۱۹۶۷ء (۵) چہور " (۶) شاہ کوٹ " (۷) نارنگ منڈی " (۸) بیداد پور " (۹) کالیہ " (۱۰) باڈیانوالا " (۱۰)
ملتان	ملتان چھاؤنی و شہر (۱)	(۱) لودھراں سنہ ۶۵-۶۷ء (۲) خانیوال سنہ ۶۶-۶۷ء (۲)	(۱) دنیاپور سنہ ۱۹۶۷ء (۲) چاہ احمدی والا " (۳) کوٹھے والا " (۴) چک 363/E.B " (۵) میاں چنوں " (۶) پیراں غائب " (۷) چک 101/15-L " (۷)

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دو سال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونیوالی مجالس
مظفرگڑھ		مظفرگڑھ سنہ ۶۵-۶۷ء (۱)	(۱) شہر سلطان سنہ ۶۷ء (۲) لیّہ 〃 (۳) ۳۶۸/T.D.A 〃 (۳)
رحیم یارخاں	رحیم یارخاں (۱)		(۱) خان پور سنہ ۶۵ء (۲) ۱۲۳/N.P. فیروزوالا سنہ ۶۷ء (۲)
حیدرآباد	حیدرآباد (۱)		(۱) بشیرآباد سنہ ۶۷ء (۲) کوٹ احمدیاں 〃 (۳) نواز آباد 〃 (۳)
لاہور	(۱) لاہور (۲) گنج مغل پورہ (۳) کماکس (۴) شاہدرہ (۴)	(۱) قصور سنہ ۶۵-۶۷ء (۱)	(۱) رکھ شیخ کوٹ سنہ ۶۵ء (۲) ہانڈو سنہ ۶۶ء (۳) ہیتوکی سنہ ۶۷ء (۳)
بہاولپور	بہاولپور (۱)		(۱) ۱۰۱/ڈ ر احمدپور شرقیہ سنہ ۶۷ء (۲) ۸۴/ب فتح 〃 (۲)
مردان	مردان (۱)		(۱) جیکب آباد سنہ ۶۵ء (۱)
جیکب آباد			(۱) جیکب آباد سنہ ۶۵ء
لاڑکانہ		(۱) نورآباد ۶۵-۶۷ء (۲) لاڑکانہ ۶۵-۶۷ء	(۱) مسن باڈہ سنہ ۱۹۶۵ء (۲) دارہ 〃

نام ضلع	۶۵-۶۶-۶۷ تینوں سال شامل ہونے والی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف دوسال شامل ہونیوالی مجالس	۶۵-۶۶-۶۷ کے دوران صرف ایک سال شامل ہونے والی مجالس
تھرپارکر		(۱) کنری سنہ ۶۶-۶۷ء (۲) نصرت آباد " (۳) محمد آباد " (۳)	(۱) میرپورخاص سنہ ۱۹۶۵ء (۲) بشیر آباد " (۳) محمد آباد سنہ ۶۷ء (۴) کنری " (۵) پھیرو چیچی " (۶) ڈگری " (۶)
ڈیرہ غازیخان		ڈیرہ غازیخان سنہ ۶۶-۶۷ء	
خیرپور		کرونڈی سنہ ۶۵-۶۷ء	(۱) گوٹھ غلام محمد (۲) جیکب آباد (۲)
میانوالی		میانوالی سنہ ۶۶-۶۷ء (۱)	(۱) بھکر سنہ ۶۷ء (۲) کندیاں " (۲)
سکھر			(۱) سکھر سنہ ۶۷ء
بہاولنگر			(۱) بہاولنگر سنہ ۶۵ء (۲) چک 93/6-R سنہ ۶۷ء (۲)
مشرقی پاکستان			ڈھاکہ سنہ ۶۷ء چٹاگانگ " (۲)
آزاد کشمیر			(۱) آزاد کشمیر سنہ ۶۷ء (۲) کوٹلی " (۳) آرام باڑی " (۴) مظفر آباد " (۴)
ڈیرہ اسمٰعیلخان			ڈیرہ اسمٰعیل خان سنہ ۶۷ء
بنوں			بنوں سنہ ۱۹۶۷ء

شعبہ صنعت و تجارت اور خدام

سالانہ اجتماع ۱۳۳۳ ہش (۱۹۵۴ء) کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت خلق کے نہایت مفید کام کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ حضور نے اس موقعہ پر فرمایا تھا کہ خدمتِ خلق کا اصل کام یہ ہے کہ خدام کو کوئی نہ کوئی ہنر سکھایا جائے۔ نجار چند ایک خدام کو نجاری سکھائیں۔ معمار معماری سکھائیں۔ تاجر تجارت کرنے کا طریق سکھائیں۔ اسی طرح دوسرے پیشہ ور سال کے دوران دو تین چار خدام کو اپنے اپنے پیشے سکھائیں۔ اگر چند سال یہ طریق جاری رہے تو بہت سے کاریگر نئے تیار ہو سکتے ہیں۔ جہاں یہ لوگ ایک طرف تو اپنے پیشوں سے زائد آمد پیدا کر سکتے ہیں جس سے سلسلہ کے چندوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ وہاں ہنگامی ضرورت کے وقت دوسروں کی امداد زیادہ مؤثر طریق پر ہو سکتی ہے۔

حضور کی اس ہدایت کی روشنی میں ہر خادم کا فرض ہے کہ کوئی نہ کوئی زائد پیشہ ضرور سیکھے اور پھر اسے ترقی دے اور زائد وقت میں اس سے آمد پیدا کرے۔ اس طرح اس کی آمد بھی بڑھے گی اور سلسلہ کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ اور ضرورت کے وقت خدمت خلق کے لئے زیادہ تعداد میں مناسب کاریگر مہیا ہو سکیں گے۔

(مہتمم صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہفتہ تحریک جدید

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اپنی مساعی سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔ (مہتمم تحریک جدید)

شعبہ صنعت و تجارت اور دیہاتی مجالس

دیکھا گیا ہے کہ ماہانہ رپورٹوں میں بعض دیہاتی مجالس شعبہ صنعت و تجارت کے خانہ میں لکھ دیتی ہیں۔ کہ خدام کی اکثریت زمیندارہ کام کرتی ہے اسلئے اس شعبہ میں کوئی کام نہیں ہوا۔

ہمارے زمیندار بھائی بھی اپنے فارغ اوقات میں اپنی آمد کو بڑھانے کیلئے کئی کام کر سکتے ہیں۔ مثلاً مرغبانی۔ شہد کی مکھیاں پالنا۔ سبزیاں کاشت کرنا۔ ٹریکٹر ڈرائیونگ اور مرمت۔ بان بٹنا۔ چارپائی بننا۔ نجاری کا کام۔ لوہار کا کام وغیرہ وغیرہ۔

امید کیجاتی ہے کہ ہمارے دیہاتی بھائی آئندہ اپنے فارغ وقت کو زائد آمد پیدا کرنے اور پھر اس آمد سے چندہ دینے میں صرف کرینگے۔ (مہتمم صنعت و تجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مرکزی شعبہ اطفال کی نئی پیشکش

حال ہی میں مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ایک نئی کتاب "نظام اطفال الاحمدیہ" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ جس میں مجلس اطفال الاحمدیہ کے مقاصد، قواعد و ضوابط اور پروگرام کے بارہ میں تمام ضروری معلومات درج کردی گئی ہیں۔ مجلس کے سب عہدیداران و کارکنان کے لئے اس نئی کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری اور فائدہ مند ہے۔ سب مجالس کو یہ کتاب بھجوا دی گئی ہے اگر کسی مجلس کو نہ ملی ہو۔ تو فوری طور پر مرکز کو مطلع کیا جائے۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کراچی میں تراجم قرآن کریم کی شاندار نمائش

مجلس خدام الاحمدیہ کا بھرپور تعاون

پاکستان میں چودہ سو سالہ جشنِ نزول قرآن کریم کے مبارک موقعہ پر جماعت احمدیہ کراچی نے تراجم قرآن کریم کی شاندار نمائش کا انتظام کیا۔ اس نمائش کا انعقاد احمدیہ دار المطالعہ بندر روڈ میں کیا گیا۔ اور ۱۵ جون سے ۲۸ جون ۱۹۶۸ء (دو ہفتے) تک اہالیانِ کراچی کے لئے انتہائی دلچسپی کا باعث رہی۔

نمائش کے لئے ایک تنظیمی کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ تا نمائش سے متعلق تمام امور کو باحسن طریق انجام دی جائے۔

۱۵ جون ۱۹۶۸ء کو محترم جناب ڈاکٹر ممتاز حسن صاحب ستارۂ پاکستان نے چھ بجے شام اس کا افتتاح فرمایا۔ اور ۱۵ یوم تک روزانہ ۵ بجے شام سے ۱۱ بجے تک زائرین کا تانتا بندھا رہا۔ اور سینکڑوں افراد نے اپنے شاندار تاثرات کا اظہار فرمایا۔ زائرین میں :-

۱- مکرم الطاف گوہر صاحب سیکرٹری اطلاعات و نشریات گورنمنٹ آف پاکستان۔
۲- مکرم ظفر حسین صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ریڈیو پاکستان
۳- مکرم سردار غلام محی الدین صاحب رئیس سردار گڑھ اسٹیٹ
۴- Mr. K. I. IAKIMOVITCH رشین پریس اتاشی
۵- مکرم انعام اللہ خان صاحب جنرل سیکرٹری مؤتمر عالم اسلامی
۶- مکرم حاتم اے علوی سابق سفیر انڈونیشیا۔
۷- مکرم کرنل فقیر وحید الدین صاحب مرحوم وغیرہ شامل تھے۔

اس شاندار نمائش کی خبریں اخبارات و رسالہ جات میں بکثرت فوٹوز کے ساتھ شائع ہوئیں۔ اور ریڈیو ٹیلیویژن میں بھی نشر ہوئیں۔ اور کراچی میں اسے شاندار شہرت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس نمائش کی ترتیب و آرائش میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے بحیثیت مجلس مکمل تعاون کیا اور خدام نے اس کام کو کامیاب بنانے کیلئے حسن کارکردگی کا ثبوت دیا جس کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

۱- جائے نمائش کی تیاری و آرائش :-

جائے نمائش کی تیاری کے لئے مکرم رشید احمد صاحب ارشد نے محراب نما گیٹ تیار کروایا۔ اور اس کی تیاری میں انہوں نے خاص توجہ دی۔ ہال کے دونوں طرف ۲۵ فٹ لمبے دو کاؤنٹر تیار کئے۔ جس پر تراجم قرآن کریم کے نسخے رکھنے کا انتظام کیا گیا۔ عبد الرشید سماٹری نے دنیا کا ایک نقشہ تیار کیا جو ۴ فٹ چوڑا اور چھ فٹ لمبا بورڈ پر

پینٹ کے ساتھ تیار کیا گیا۔ اس نقشہ میں جن زبانوں کے تراجم ہو چکے ہیں ان کا نام اس ملک میں لکھکر دکھایا گیا۔ اس طرح اکیس زبانوں کے تراجم کو دنیا کے نقشہ کے ذریعہ واضح کیا گیا۔ آرائش کے سلسلہ میں مکرم رشید احمد صاحب جاوید، مکرم محمد زکریا صاحب اور سید لقمان شاہ صاحب نے تندہی اور خلوص سے کام کیا۔ مکرم بشارت احمد صاحب نے مختلف اقتباسات پر مشتمل ۱۲ چارٹ بڑے سائز میں تحریر کئے۔ مکرم لطیف تاثیر صاحب احمدی نے پریس سے رابطہ قائم کر کے روزانہ اور مختلف اوقات میں آنیوالے خصوصی مہمانان کی خبریں شائع کرانے اور ریڈیو و ٹیلیویژن میں نشر کرانے کا انتظام کیا۔ مکرم نعیم احمد صاحب لائبریرین مکرم ابرار احمد صاحب نے بھی آرائش کے سلسلہ میں محنت سے کام کیا۔

۲۔ تقسیم اشتہارات و پوسٹرز۔

خدام نے مختلف موضوعوں پر نمائش کے سلسلہ میں دو ہزار اشتہارات تقسیم کئے۔ مختلف علاقوں میں جا کر خدام نے نمائش کے بڑے بڑے پوسٹرز ایک ہزار کی تعداد میں دیواروں پر چسپاں کئے۔ اور دعوتی کارڈ دو صد کی تعداد میں تقسیم کئے گئے دو عدد بڑے بڑے کپڑے کے Banner دو بڑی شاہراہوں کے درمیان رسیوں سے لگائے۔

۳۔ نمائش کے دوران زائرین کی راہنمائی

نمائش کے دوران آنیوالے زائرین کی راہنمائی کے لئے ایک وقت میں ۶ خدام نمائش ہال کے اندر ڈیوٹی دیتے رہے جس قسم کے سوالات زائرین کی طرف سے ہوتے ان کا بروقت اور مناسب جواب دیا جاتا رہا۔ ہر چیز کے متعلق زائرین کو سمجھایا جاتا رہا۔

۴۔ معززین کراچی کو دعوت

مکرم نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی و محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔ اے مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی نے کراچی کے مختلف علاقوں میں جا کر غیر از جماعت معززین کو اس نمائش کو دیکھنے کی دعوت دی۔ اور دعوتی کارڈ تقسیم کیے۔ اور پریس بورڈ کو دعوت دی۔ اسکے علاوہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ اراکین مجلس نے متفرق کاموں کی سرانجام دہی میں انتظامی کمیٹی کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ نمائش بہت کامیاب اور مفید رہی۔ زائرین نے خدمت قرآن مجید کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو سراہا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس قسم کی نمائش کا پاکستان کے دوسرے شہروں میں بھی انتظام کیا جائے۔ (رپورٹ مرتبہ۔ عبد الرشید سماٹری)

اطفال کا تعلیمی ریکارڈ

اطفال الاحمدیہ کے تعلیمی و تربیتی کوائف درج کرنے کیلئے مرکز نے خاص قسم کے کارڈ شائع کئے ہیں۔ جن کا ہر طفل کے پاس مکمل حالت میں موجود رہنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہر مجلس اپنے اطفال کی تعداد کے مطابق یہ کارڈ مرکز سے مفت حاصل کر سکتی ہے نمونہ کے طور پر ایک ایک کارڈ ہر مجلس کو پہلے ہی بھجوا دیا گیا ہے۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کراچی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر انتظام

کبڈی کے تین ۳ شاندار نمائشی میچ

کراچی میں کبڈی ہی ایک ایسی گیم ہے جو دیگر تمام کھیلوں سے بہت پیچھے ہے۔ اس لئے مجلس نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس کی ہدایت کے مطابق اس کھیل کو عام کرنے کے لئے اور لوگوں میں دلچسپی پیدا کرنے کیلئے تین شاندار میچوں کا اہتمام کیا۔ اور دوسرا بڑا مقصد یہ تھا۔ کہ لاہور میں ہر سال نیشنل کبڈی چیمپین شپ کے مقابلے ہوتے ہیں۔ لیکن کراچی سے کبھی کسی ٹیم نے ان مقابلوں میں لاہور جا کر حصہ نہیں لیا۔ اسلئے اس میں شمولیت کیلئے مجلس نے ان میچوں کا انعقاد کر کے اچھے کھلاڑیوں کی ایک ٹیم بنا کر لاہور میں منعقد ہونیوالے نیشنل چیمپین شپ میں حصہ لینے کے لئے بھجوایا۔ ان تینوں میچوں کے انعقاد کیلئے کراچی میں بذریعہ اخبارات، ٹیلیویژن، بڑے بڑے ٹریکٹ اور کپڑوں کے BANNERS لکھوا کر خوب پبلسٹی کی گئی اور ایک PICK-UP کے ذریعہ کراچی کے مضافات میں چار ہزار ہینڈ بل تقسیم کروائے گئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر انتظام ماہ مارچ ۶۸ء میں ایک شاندار کبڈی کا نمائشی میچ کا انعقاد ہوا جس میں اکثر غیر احمدی کھلاڑیوں نے شوق سے حصہ لیا۔ اور پانچ ہزار شائقین نے اس کبڈی میچ کو جو وائی ایم سی اے گراؤنڈ میں منعقد ہوا تھا دیکھا۔ اسی طرح دو ۲ میچ ماہ اپریل ۶۸ء میں منعقد کئے گئے۔ یہ دونوں کبڈی کے میچز کے۔ ایم۔ سی سٹیڈیم کراچی میں کھیلے گئے۔ تیسرے میچ میں حیدر آباد و خیر پور ڈویژن کی ٹیم کو بھی مدعو کیا گیا۔ اور کراچی ڈویژن کی ٹیم سے شاندار مقابلہ رہا۔

ان تینوں میچوں میں مندرجہ ذیل آفیسرز نے بطور مہمان خصوصی شمولیت فرمائی۔

۱۔ محترم ادریس صاحب ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کراچی۔

۲۔ محترم ضیاء اللہ صاحب وائس چیئرمین کراچی میونسپل کارپوریشن۔

۳۔ محترم میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی

اور مندرجہ بالا معزز مہمانان نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ محترم آفتاب احمد صاحب بسمل نے سٹیڈیم میں بطور اناؤنسر اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ خدا کے فضل سے ہزاروں لوگوں نے ان میچوں کو دیکھا۔

انتظامات کی تکمیل کے سلسلہ میں محترم نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اور محترم چوہدری محمد رشید صاحب ناظم صحت جسمانی نے خاص طور پر حصہ لیا۔ (نامہ نگار خالد مقیم کراچی)

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودہا شہر کے شب و روز

مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کی ماہ شہادت و ہجرت ۱۳۴۷ہش کی مساعی کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ مجلس کا قدم آگے سے آگے بڑھائے۔ آمین۔

۱۔ مرکزِ سلسلہ میں وقارِ عمل :-

علاقائی قیادت کے تحت مقامی مجلس کے تیس خدام نے ۱۴ ماہِ شہادت کو ربوہ کی زیرِ تعمیر مسجد اقصیٰ میں تین گھنٹے وقارِ عمل کیا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس بنفسِ نفیس شامل ہوئے۔ آپ کے علاوہ مکرم مہتمم صاحب وقارِ عمل نے بھی شمولیت فرمائی۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد شام تک علمی پروگرام اور مقابلہ جات ہوتے رہے۔ (گذشتہ ماہ مجلس سرگودھا شہر نے اپنے طور پر بھی مسجد اقصیٰ میں ایک کامیاب وقارِ عمل منایا تھا۔ جس کی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔)

۲۔ مقامی وقارِ عمل۔

۲۸ شہادت کی صبح کو ۲۸ خدام اور اطفال نے ۱/۲ ۱ گھنٹہ صرف کر کے جامع مسجد احمدیہ نیو سول لائنز کے بالمقابل کچی سڑک کے ۱۲۰۰ مربع گز سے زائد حصّہ کو مٹی ڈالکر ہموار کیا جسے ساکنین محلہ اور راہگیروں نے بنظرِ تحسین دیکھا۔

۳۔ چندہ جات :-

مجلس نے نمایاں کارگذاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلی ششماہی کے چندہ جات سو فیصد ادا کر دیئے۔

۴۔ یومِ والدین :-

قیادت ضلع کے تحت ۱۲ ہجرت کو یومِ والدین زیرِ صدارت محترم مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع و صوبائی مسجد احمدیہ سرگودھا میں منایا۔ کل حاضری یکصد تھی۔ جس میں مجلس ہذا کے اطفال کی تعداد پچیس ۲۵ اور مقامی جماعت کے خدام۔ انصار صاحبان اور لجنات کی تعداد پینتیس (۳۵) تھی۔ مرکز سے مہتمم اطفال الاحمدیہ مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں والدین کو دین کی طرف سے عائد شدہ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بچپن میں دینی ماحول کے ذریعہ صحیح تربیت اور خدمتِ دین کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے انتھک اور مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں تین مزید تقاریر ہوئیں۔ بعد ازاں مکرم مہتمم صاحب اطفال مرکزیہ سے مجلس اطفال الاحمدیہ سرگودھا شہر کی مشکلات کا ذکر کیا گیا۔ اور مرکزی امتحانات، رسالہ تشحیذ الاذہان اور حلقہ جات کے درمیان اطفال سے متعلق مفید تجاویز سوچی گئیں۔ اطفال کے علمی مقابلہ جات کے بعد مکرم مہتمم صاحب اطفال الاحمدیہ

مرکزیہ نے والدین کو بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی اور اطفال کو چند قیمتی نصائح فرمائیں۔ بعد ازاں آپ نے مقابلہ جات میں اول۔ دوم اور سوم آنے والے اطفال کو انعامات تقسیم کئے۔ مقامی مجلس کے اطفال نے گیارہ میں سے سات انعامات حاصل کئے جن میں تین اول انعامات شامل تھے۔

۵۔ ماہانہ اجلاس:۔

اس دفعہ ہمارے ماہانہ اجلاس کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی۔ کہ مہتمم تربیت مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مرکز سے مجلس کی دعوت پر بطور خصوصی مہمان شامل ہوئے۔ ۷ ہجرت کے اس اجلاس میں ۶۰ فیصد سے زائد حاضری رہی۔ محترم انوری صاحب نے مجلس کی مساعی کو سراہتے ہوئے اس کو برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے خدام کو نماز باجماعت ادا کرنے۔ مختلف دعاؤں کا ورد کرنے اور مشکلات کے وقت مستقل مزاجی اور حوصلہ سے کام لینے کی تلقین کرتے ہوئے ایک پُر مغز لیکچر دیا۔

بعد نمازِ عصر مکرم قریشی مجید احمد صاحب نائب قائد نے اپنے مکان پر محترم انوری صاحب اور تمام ممبرانِ عاملہ کو ایک پُر تکلف پارٹی دی۔ دورانِ چائے مہمانِ خصوصی نے دلچسپ اور تربیتی امور پر مشتمل گفتگو سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

۶۔ محترم امیر صاحب ضلع وصوبائی کی دعوتِ چائے:۔

۱۳ ہجرت کو مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع وصوبائی نے ۔۔۔ مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر کو اپنی کوٹھی میں عصرانہ پر مدعو کرنے کا اعزاز بخشا۔ آپ خدام میں ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے۔ دورانِ گفتگو متعدد بزرگانِ سلسلہ کے واقعاتِ خدمتِ دین سناتے ہوئے وقفِ زندگی کی اہمیت واضح فرمائی اور دیگر قیمتی نصائح سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ نوجوانی کا وقت ہی درحقیقت کام کرنے کا وقت ہے اور اسی سے انسان اپنی اُخروی زندگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ کام کرنے کا یہ وقت دوبارہ نہیں ملتا۔ لہٰذا وقت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے خدمتِ دین کے لئے آگے بڑھیں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

آپ کے بعد مکرم قائد صاحب ضلع۔ قائد صاحب مقامی اور ناظم صاحب اصلاح و ارشاد نے ممبرانِ عاملہ سے مختصر خطاب فرمایا۔ اور کام کرنے کے بارے میں عمدہ ہدایات دیں۔

۷۔ خدمتِ خلق۔

(الف) عرصہ زیر رپورٹ میں مجلس کے ایک مستعد رکن ڈاکٹر سلیم الدین صاحب اختر نے ۱۰۰ روپے کی ادویات مفت تقسیم کیں۔ اور پچیس ۲۵ مریضوں کا مفت علاج کیا۔

(ب) تین احمدی نوجوانوں کو ملازمت دلوائی گئی۔

(ج) ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کے علاوہ بعض نادار مریضوں کو کھانا بھی مہیا کیا گیا۔

۸۔ مرکزی امتحانات اطفال الاحمدیہ:۔

امسال مرکزی امتحانات میں ۳۲ اطفال نے شمولیت کی۔

(مرزا نثار احمد)

(نمائندہ خصوصی برائے خالد مقیم سرگودھا)

مجلس خدام الاحمدیہ اوکاڑہ کا وقار عمل

ایک اجتماعی وقارِ عمل اوکاڑہ شہر کے علاقہ مال منڈی میں منایا گیا۔ آجکل میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کی طرف سے گورنمنٹ پراپرٹی پر ناجائز تعمیرات کو مسمار کرنے کی ایک مہم جاری ہے۔ مال منڈی کا علاقہ بھی ان تعمیرات کی زد میں آتا ہے اس علاقہ میں ہمارے ایک احمدی دوست کا بھی مکان واقع تھا انکی خواہش تھی کہ مکان خود گرایا جائے تا ملبہ کو کام میں لایا جا سکے۔ چنانچہ ناظم صاحب شعبہ وقار عمل نے ان کی مدد کا ایک پروگرام بنایا۔ بروز جمعہ ساڑھے پانچ بجے صبح خدام الاحمدیہ کا وفد اس علاقہ کی جانب روانہ ہوا۔ تقریباً تین چار گھنٹہ تک پندرہ خدام و اطفال نے نہایت جانفشانی سے گرد و غبار سے اَٹے ہوئے ماحول میں کام کیا۔

بعض غیر از جماعت احباب نے جو اس اجتماعی وقار عمل کو دیکھ رہے تھے۔ اچھے الفاظ میں اس مساعی کا ذکر کیا۔

یہاں سے فراغت کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ چند غیر از جماعت دوستوں کو بھی اس سلسلہ میں مدد درکار ہے۔ چنانچہ پانچ خدام فی الفور ان کی مدد کے لئے وہاں چلے گئے۔ اور چار گھنٹہ تک نہایت محنت اور جوش و خروش سے یہ کام کیا۔

ہمارا یہ اجتماعی پروگرام دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(سید سلیم احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ۔ اوکاڑہ)

مانگٹ اونچے میں اجتماعی وقارِ عمل

مانگٹ اونچے کی مسجد کی چھت میں بارش کی وجہ سے شگاف پڑ گئے تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے چھت کی لپائی کے لئے پہلے مٹی مسجد پر ڈالی۔ پھر خدام نے بڑی محبت اور شوق سے لپائی کا کام کیا یہ کام تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔

وقارِ عمل کا آغاز دعا سے ہوا۔ سب خدام نے بڑی محنت اور بشاشت سے کام کیا۔ نمایاں کام کرنے کے لحاظ سے محمد رفیق۔ ولایت خاں اور محمد حسین رانجھا کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

(نصیر احمد تنویر۔ نمائندہ خصوصی خالد۔ مانگٹ اونچے)

کل ربوہ تقریری مقابلہ

مورخہ ۱۸ راحسان (جون) ۱۳۴۷ ہش بعد نماز مغرب، مسجد ناصر (رحمت بازار) میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کی طرف سے زیر صدارت مکرم سردار مقبول احمد صاحب ذبیح مہتمم مقامی ایک کل ربوہ تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ مقابلہ میں حصہ لینے والے مقررین نے خاصی معیاری اور دلچسپ تقاریر کیں۔

اس مقابلہ میں منصفین کرام کے فیصلہ کے مطابق داؤد احمد صاحب منیر دارالصدر جنوبی اوّل۔ حبیب اللہ صاحب دارالعلوم غربی دوم اور مفتی احمد صادق صاحب دارالصدر غربی الف سوم قرار دیئے گئے سفیر الحق صاحب رامہ کو حوصلہ افزائی کے انعام کا حقدار قرار دیا گیا۔ (عبد العزیز ملک نامہ نگار خصوصی خالد مقیم ربوہ)

ربوہ میں جلسہ سیرت صحابہ کرامؓ

مورخہ ۱۰ ار وفاء بروز بدھ بعد نماز مغرب گول بازار میں مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر انتظام سیرت صحابہ کرام پر ایک پُر رونق جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں محترم شیخ نور احمد صاحب منیر۔ محترم مولانا قمر الدین صاحب فاضل اور سردار مقبول احمد صاحب ذبیح مہتمم مقامی نے صحابہ کرامؓ کی سیرت کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز حالات و واقعات بیان فرمائے۔ اور بتایا کہ صحابہ کرام نے اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور اپنی جانوں کی قربانی دے کر صداقت اسلام پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

محترم شیخ نور احمد صاحب نے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کے متعلق اور محترم مولٰنا قمر الدین صاحب نے محترم حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے متعلق تقاریر فرمائیں۔ جن میں ہر دو صحابہؓ کی سیرتؓ کے ایمان افروز اور دلوں کو گرما دینے والے واقعات اور قربانیوں کا تذکرہ تھا۔

آخر میں محترم سردار مقبول احمد صاحب ذبیح صدر جلسہ نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔

اس جلسہ میں جو ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا۔ کثیر تعداد میں ربوہ کے انصار خدام اور اطفال نے شرکت کی۔

(عبد العزیز ملک۔ نامہ نگار خصوصی ماہنامہ خالد مقیم ربوہ)

الوداعی تقاریب

(۱)

مورخہ ۶ ر جون ۶۸ء مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لائلپور کی طرف سے عاملہ کے رکن اور ناظم اشاعت مکرم گلزار احمد صاحب کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا گیا۔ مکرم گلزار احمد صاحب ڈبل ایم ایس سی ہیں۔ اور زرعی یونیورسٹی کی طرف سے پی۔ ایچ۔ ڈی کیلئے کراچی روانہ ہونیوالے ہیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم سید مشتاق احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور نے مختصر ایڈریس پیش کیا۔ اور مکرم گلزار احمد صاحب کی دینی خدمات کا تذکرہ کیا آخر میں مکرم گلزار احمد صاحب نے تمام ممبران عاملہ کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تقریب ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔

(محمد عمر دراز تنویر نامہ نگار خصوصی خالد۔ لائلپور)

(۲)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر انتظام احمدیہ ہال میں ایک الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پارٹی محترم عبد المجید صاحب ناصر ابن مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کے اعزاز میں دی گئی۔ مکرم ناصر صاحب کا تبادلہ کراچی سے راولپنڈی ہو گیا ہے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد محترم نعیم احمد خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے مختصر خطاب کیا۔ جس میں آپ نے مجلس کراچی کے سرگرم رکن اور مخلص بھائی کو دلی دعاؤں سے الوداع کہا۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اس کے جواب میں مکرم عبد المجید صاحب ناصر جو کراچی کی مجلس میں کئی سالوں سے ناظم اطفال اور زعیم رہ چکے ہیں مختصر جوابی تقریر کی۔ اور دعا کی درخواست کی۔

اس تقریب میں اراکین مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ زعماء کرام کے علاوہ مکرم چوہدری عبد المجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی۔ مکرم خان محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی زعیم اعلیٰ انصار اللہ کراچی اور بعض دیگر اراکین عاملہ جماعت احمدیہ کراچی نے شرکت فرمائی۔ جلسے کے بعد محترم خان محمد شفیع خانصاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ نے محترم قائد صاحب کی درخواست پر دعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام دوستوں نے اپنے جانیوالے بھائی کو گلے مل کر الوداع کہا۔

(عبد الرشید سماٹری نمائندہ خصوصی ماہنامہ خالد مقیم کراچی)

خدام الاحمدیہ بہاولپور کی مساعی

یوم والدین۔ مجلس کے زیر اہتمام یوم والدین منایا گیا۔ جس میں مکرم صدر صاحب کے علاوہ زعیم صاحب انصار اللہ اور خاکسار نے خطاب کیا۔ اطفال میں سے تلاوت، نظم اور مضمون پڑھا۔ جلسہ میں حاضری تسلی بخش تھی۔ آخر میں جملہ اطفال میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

خدمت خلق:۔ اس شعبہ کے تحت بازار میں ایک ٹھنڈے پانی کی سبیل کا اجرا کیا گیا۔ اور مسجد میں ہر جمعہ کو بھی ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔

تفریحی ٹرپ: مجلس کے زیر اہتمام ایک تفریحی ٹرپ کا انتظام کیا گیا۔ جس میں ۲۲ خدام ۱۲ اطفال اور دو انصار نے حصہ لیا۔ ٹرپ کا انتظام ایک نہر پہ تھا وہاں جا کر خدام نے کھانا خود تیار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ تیراکی کا مقابلہ کروایا گیا۔ جس میں ۸ خدام اور ۲ انصار نے حصہ لیا۔ بعد ازاں دوڑ میں مقابلہ کروایا گیا۔ اور اس کے بعد خدام کا بھی دوڑ میں مقابلہ کروایا گیا۔ جس میں ۱۵ خدام نے حصہ لیا۔ اس کے بعد کھانے کا وقت تھا کھانا کھانے کے بعد خدام ایک گھنٹہ تک انفرادی طور پر تفریح کرتے رہے اس کے بعد خدام کو چار گروپ میں تقسیم کر کے ان کا پیغام رسانی میں مقابلہ کروایا گیا۔ اس مقابلہ کے بعد جملہ خدام و انصار اور اطفال نے نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تلقین عمل کا پروگرام تھا۔ جس کے تحت مکرم مربی صاحب جماعت احمدیہ نے مؤثر رنگ میں خطاب فرمایا۔ اور نصائح فرمائیں آخر میں آپ نے دعا کروائی۔ اور یہ پروگرام بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(قائد خدام الاحمدیہ بہاولپور)

اسلام آباد میں جلسہ یوم خلافت

مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶ ہجرت ۱۳۴۷ ہش کو محترم چوہدری عبد الحق صاحب ورک زعیم اعلیٰ انصار اللہ راولپنڈی کی صدارت میں جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔

تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مربی سلسلہ نے برکات خلافت اور مکرم عثمان علی مخدوم

صاحب اسلام آباد نے "خلافتِ ثالثہ کی تحریکات" کے موضوع پر تقاریر فرمائیں۔ آخر میں صدر جلسہ نے بھی خطاب فرمایا۔ مکرم قائد صاحب نے مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ میں خدام و اطفال کے علاوہ انصار حضرات نے بھی شرکت کی۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ اسلام آباد)

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کا خصوصی اجلاس

مورخہ ۲۸ رجون ۶۸ء مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کراچی کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں مجلس کراچی کے مختلف شعبہ جات کے تحت ہونیوالے تمام کاموں کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں ناظمین اور زعماء حلقہ جات نے شرکت کی جن کی کل تعداد ۳۵ تھی۔

اس اجلاس کی صدارت محترم جناب چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا۔ کہ خدام الاحمدیہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دائرے میں رہ کر ان تمام ذمہ داریوں کو باحسن طریق سرانجام دیں اور مجلس کے کاموں میں توجہ اور زیادہ سے زیادہ جدوجہد سے کام کرنے کی تلقین فرمائی۔ محترم امیر صاحب نے ہر شعبہ کے متعلقہ ناظم کو کامیابی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے بعض مفید اور قیمتی ہدایات سے نوازا۔ ۲½ گھنٹے تک جاری رہنے کے بعد یہ اجلاس دعا پر ختم ہوا۔

(عبدالرشید سماٹری نامہ نگار خصوصی ماہنامہ خالد مقیم کراچی)

بقیہ صفحہ ۴۳

بقیہ صفحہ ۴۳

اثر ڈال رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں منبر منع کرنا تو الگ رہا۔ اگر میں ممانعت نہ کروں تو مومن کی روح کو خود بخود اس سے بغاوت کرنی چاہیئے۔ (خطبہ جمعہ ۸ رستمبر ۱۹۶۷ء)

اسی طرح حضرت المصلح الموعودؓ نے شادی بیاہ اور زیبائش کے بارے میں سادگی اور کفایت شعاری اپنانے کی ہدایت فرمائی ہے انسان اگر مندرجہ بالا کاموں میں سادگی اختیار کرے تو اس کا اثر شادی بیاہ اور زیبائش اور آرائش پر ضرور پڑتا ہے بلکہ ہر چیز پر پڑتا ہے جو انسان کرتا ہے سادگی اختیار کرنے کی وجہ سے معاشرہ سے امارت اور غربت کا فرق کلیۃً مٹ جاتا ہے اور دنیا میں اس طرح امن کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے اپنی جائز ضروریات کو سادگی کی قیود میں لاکر پورا کرنے سے ہم اپنے ملک کو اقتصادی لحاظ سے ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیتے ہیں اور اپنے آپ کو اس قابل بنا لیتے ہیں کہ دین کی خاطر ہر قسم کی مالی قربانی دے سکیں اور اپنے آپ کو اسراف سے بہت دور رکھ سکیں: خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت المصلح الموعودؓ کی ہدایات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے فرمان کے مطابق عجز و انکسار کے ساتھ زندگیاں گذارنے والا بنائے۔ آمین:

Monthly KHALID Rabwah

ZAHOOR 1347 H. S.
AUGUST 1968 A. D.

Regd. No. L 5830

Editor: ATA-UL-MUJEEB RASHED

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا